دوماہی

مجلہ راہِ سنت لاہور

مسلک اہل السنت والجماعت کا ترجمان

نقش قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

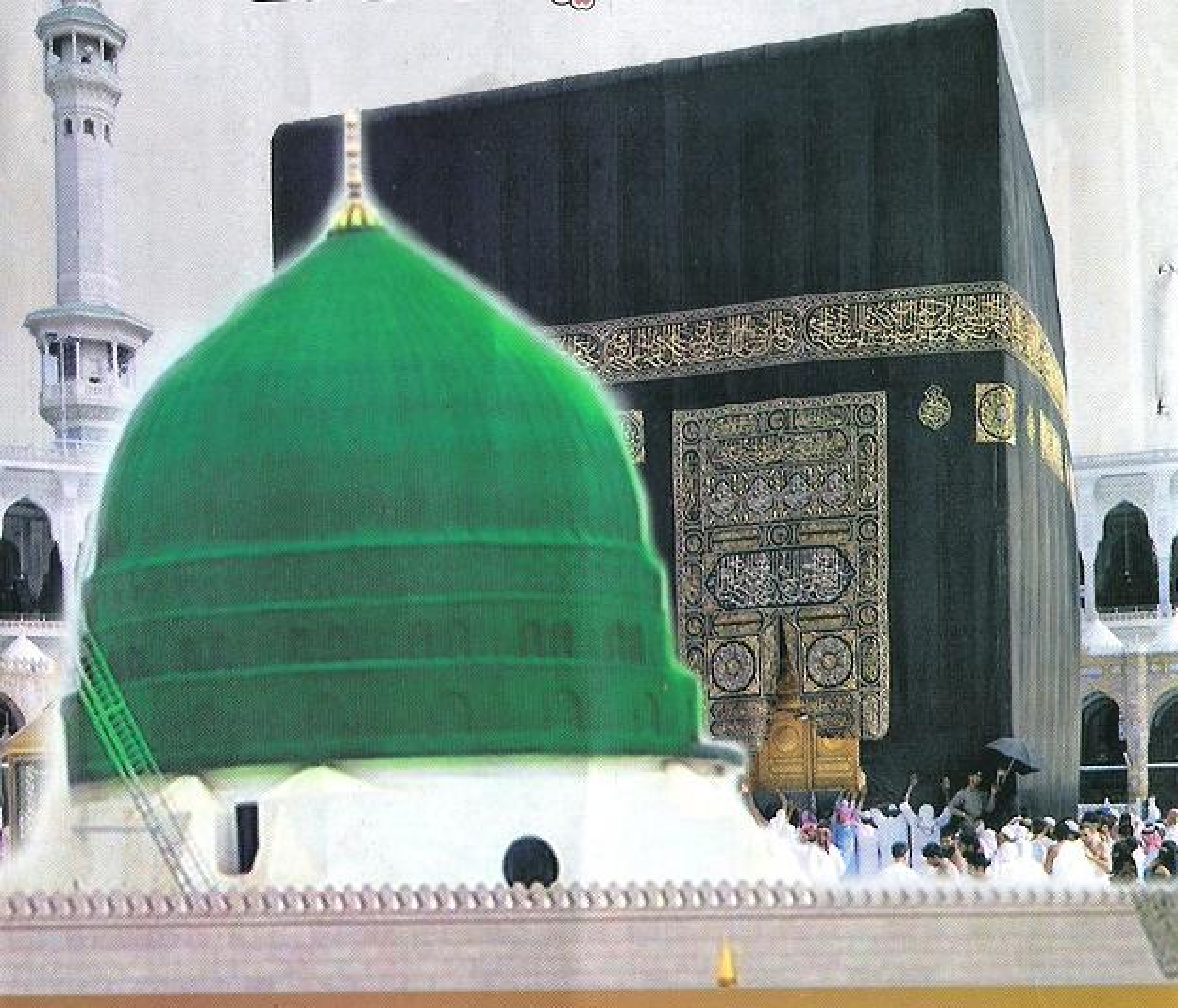

انجمن اہل السنۃ والجماعۃ

اعلانِ معذرت

شمارہ نمبر ۷ کے بعد شمارہ نمبر آٹھ آپ حضرات کو غیر معمولی تاخیر سے ملنے پر ادارہ تمام قارئین سے انتہائی معذرت خواہ ہے۔

درجِ ذیل وجوہات کی بناء پر رسالہ تاخیر سے شائع ہوا اور انہی وجوہات کی بناء پر فون نمبر بند رکھنا پڑا، جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

۱:...... تھانے میں رسالہ کے خلاف درخواست کی وجہ سے رسالہ پابندی کا شکار ہوگیا تھا لیکن الحمدللہ! وہ معاملہ حل ہوگیا۔

۲:...... ہمارے نہایت ہی پیارے اور جاں نثار ساتھی حافظ شفیق ؒ ظالموں کی فائرنگ سے شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھرے۔

۳:...... رسالہ کی انتظامیہ میں چند بڑی تبدیلیوں کی وجہ سے رسالہ میں تاخیر کرنی پڑی جس کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں۔

دوماہی

مجلہ راہِ سنّت لاہور

مسلکِ اہل السنّت والجماعت کا ترجمان

شمارہ نمبر 8

بیاد

فاتح بریلویت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

بدعا

امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

بطرز

قاری مولانا عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

راہ سنت انٹرنیٹ پر پڑھیے:

www.rahesunnat.org

انجمن اہل السنۃ کا نمائندہ چینل یوٹیوب پر دیکھیے:

youtube/rahesunnat

ای میل ایڈریس:

www.rahesunnat.org@gmail.com

ناشر انجمن اھل السنۃ والجماعۃ

دیکھئے اس شمارے میں

درسِ قرآن	مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ	۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	۸
نالہٗ دل	مدیر اعلیٰ کے قلم سے	۹
اعلیٰ حضرت بریلوی، بمقابلہ مولوی نقی علی خان	مولانا محمد ایوب قادری مدظلہٗ	۱۴
جنہیں جرم عشق پر ناز تھا		۲۰
مدد صرف اللہ سے ہی کیوں......؟	مولانا رب نواز حنفی، کراچی	۲۳
اذان کے ساتھ (مروجہ) صلوٰۃ وسلام کا شرعی حکم	مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہٗ	۲۹
اصلی حنفیت (آخری قسط)	شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	۳۶
مذہبی خودکشی	مولانا محمد عثمان غنی، کرچی	۴۲
استفتاء: بریلوی فتوے پر ایک نظر!	مفتی حماد احمد نقشبندی	۵۱
ملفوظات اعلیٰ حضرت کا جائزہ	مولانا مفتی نجیب اللہ عمر	۶۰

قیمت فی شمارہ: 20روپے سالانہ زرِ خرید مع ڈاک خرچ -/180روپے

منی آرڈر بھیجنے کا پتہ: **انجمن اھل السنت والجماعت**

جامع مسجد تقویٰ، اعوان مارکیٹ،

گلی نمبر 6ڈاک خانہ اسماعیل نگر، نزد چونگی امر سدھو، لاہور۔

فون نمبر:0301-3908336

درسِ قرآن

فاتح بریلویت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

﴿تلخیص و تسہیل شُدہ﴾

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ۔ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ۔ ثَقُلَتْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً۔ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف:۱۸۷/ رکوع:۲۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ فارسی زبان میں اس طرح فرماتے ہیں:

”سوال مے کنند ترا از قیامت که کے باشد استقرار او۔ بگو جز ایں نیست که علم قیامت نزدیك پرورد گار من است۔ پدیدنیا ورد وقتِ او مگر خدا۔ گراں شده است در آسمانها و زمین نیاید به شما مگر ناگهاں سوال مے کنند ترا از قیامت گوئیا تو کاوش کننده ازاں۔ بگو جز ایں نیست که دانشِ او نزدیك خدا است و لیکن بسیارے از مردماں نمی دانند۔“ (فتح الرحمٰن ترجمہ قرآن از حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں:

''تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی کے پاس۔ وہی کھول دے گا اس کو اپنے وقت۔ بھاری بات ہے آسمان وزمین میں۔ تم پر آوے گی تو بے خبر آوے گی۔ تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے۔ تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔'' (امام التراجم از حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

درِ منثور میں بحوالہ ابن اسحاق وابن جریر وابوالشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بعض یہود (حمل بن ابی قشیر وسموئل بن زید) نے ازراہِ شرارت آنحضرت ﷺ سے قیامت کے وقت کے متعلق سوال کیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز اسی درِ منثور میں بحوالہ ابن جریر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہی سوال قریش مکہ کی جانب سے کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ (درمنثور ص: ۱۵۰ و ۱۵۱)

بہر حال سوال خواہ کسی کی جانب سے ہو، لیکن اتنا متفق علیہ ہے کہ قیامت کے متعلق آنحضور ﷺ سے سوال کیا گیا تھا کہ وہ کب آئے گی؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں بکرّات ومرّات اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ قیامت کے وقت خاص کا علم مخصوصات باری تعالیٰ میں ہے اور بس اُسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب ہوگی۔

اگرچہ اس آیت سے یہ مضمون اور اس سے ہمارے مدعا کا ثبوت بالکل ظاہر ہے اور کسی توضیح وتشریح کا محتاج نہیں۔ مگر چونکہ ہم یہ التزام کر چکے ہیں کہ آیات کی تفسیر میں ہم صرف اسلامی مفسرین کے ارشاد ہی پیش کریں گے اس لئے یہاں بھی ہم انہیں کے کلمات نقل کرتے ہیں۔

امام الحدیث والتفسیر ابن جریر طبری اسی آیت کے ذیل میں حبرِ اُمت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

''کہ جب لوگوں نے حضور ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو اس طرح سوال کیا گیا گویا کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ بڑے مہربان ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوئی کہ قیامت کا علم بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اُس نے اپنے لئے اس کے علم کو خاص کرلیا ہے۔ پس اسی واسطے نہ کسی فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے نہ کسی رسول کو۔ (تفسیر ابن جریر ج:۹ ص:۸۸)

اور یہی امام ابن جریر اسی آیت کے ذیل میں اپنی سند سے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ:

''﴿انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو﴾ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم بس اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کریگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''...... (اخرجہ ایضاً ابن ابی حاتم کما فی الدر المنثور ج:۳ ص:۱۵۰)

اور علامہ علی بن محمد خازن مذکورہ بالا شان نزول فرمانے کے بعد آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں:

''لوگ آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی اے محمد (ﷺ)! آپ ان سے فرما دیجئے کہ اس کا علم بس میرے پروردگار کے پاس ہے۔ یعنی اس کے وقتِ خاص کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کو اپنے لئے خاص کرلیا ہے۔ اسی لئے کسی کو اس کی اطلاع نہیں دی ہے۔'' (تفسیر خازن ج:۲ ص:۲۶۵)

اور علامہ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ ﴿قل انما علمها عند ربی﴾ کی تفسیر میں

فرماتے ہیں:

"علم قیامت کے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے ہی واسطے اس کو خاص کر رکھا ہے اس طور پر کہ کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی اس کی خبر نہیں دی ہے۔"...... (ج:۴/ص:۵۴۲)

اس آیت کریمہ کے متعلق صحابہ ﷺ وتابعینؒ کے ارشادات اور دیگر ائمہ مفسرین کی تصریحات ناظرین کرام ملاحظہ فرما چکے جس کے بعد آیت کو اپنے مدعا پر منطبق کرنے کے لئے ہم کسی تقریر کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے لیکن یہاں اربابِ بصیرت کے لئے یہ چیز ضرور قابلِ لحاظ ہے کہ اگرچہ ہم نے اس آیت کو ایک دلیل کے طور پر شمار کیا ہے، مگر فی الحقیقت اسی آیت میں ہماری چند مستقل دلیلیں ہیں اور اس آیت کا ہر ہر جز ہمارے دعوے کا روشن ثبوت ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ آیت کا پہلا جزو ﴿یسئلونك عن السّاعة ایان مرسٰها قل إنما علمها عند ربّی﴾ ایک مستقل دلیل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کب آئے گی؟ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اس کا علم بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

دوسرا جزو ﴿لا یجلیها لوقتها الا هو﴾ ایک مستقل دلیل ہے جس کا مطلب حسب تصریحات مفسرین (علامہ ابوالسعودؒ، علامہ معین بن صفیؒ، قاضی بیضاویؒ) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کو یعنی قیامت کو اس کے آنے کے وقت پر ظاہر فرما دے گا اور اس کے آنے سے پہلے یہ خفاء مستمر رہے گا۔

علیٰ ہٰذا تیسرا جزو ﴿ثقلت فی السمٰوٰت والارض﴾ ایک مستقل دلیل ہے۔ چنانچہ اکثر مفسرین نے "ثقلت" کی تفسیر "خفیت" سے ہی کی ہے۔ کما مرّ سابقاً۔

اسی طرح چوتھا جزو ﴿لا تاتیکم الا بغتة﴾ بھی مستقل دلیل ہے جس

کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت اچانک ہی آئے گی۔ یعنی مخلوق کو پہلے سے اس کی اطلاع نہ ہوگی۔

ایسے ہی پانچواں جزو ﴿یسئلونك كان حفي عنها﴾ ایک مستقل دلیل ہے جب کہ حفی عنھا کی تفسیر عالم بھا سے کی جائے جیسے کہ بہت سے مفسرین نے کی ہے۔

اور چھٹا جزو ﴿قل انما علمها عند ربي﴾ بھی ایک مستقل دلیل ہے جس میں علم قیامت کے حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کا نہایت صفائی سے اعلان کیا گیا ہے۔

بہر حال اس ایک آیت میں چھ دفعہ مختلف انداز اور مختلف پیرایوں میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے وقت کا علم حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کسی آسمانی یا زمینی مخلوق کو اس کی اطلاع نہیں۔ پس اس کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں کہ ان کو بھی قیامت کے وقتِ خاص کا علم ہے تو یقیناً وہ قرآن مجید سے جنگ اور حق تعالیٰ جل جلالہٗ سے بغاوت کرتے ہیں۔

واللہ لا یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

تہلکہ خیز کتاب

ان شاء اللہ اگلے شمارے کے ساتھ آپ پڑھ پائیں گے:

’’صراطِ مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ‘‘

ایک تہلکہ خیز کتاب، اپنی طرز کی پہلی منفرد اور انوکھی کتاب جس میں صراطِ مستقیم اور سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ پر ہونے والے اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور دلائل کثیرہ سے تمام اعتراضات کا رَدّ کیا گیا ہے۔ پڑھنا نہ بھولیے گا۔

درسِ حدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
امام اہلسنت

﴿تلخیص و تسہیل شدہ﴾

بخاری ج:۱رص:۵۴۸ اور مسلم ج:۱رص:۹۶ اور ابوعوانہ ج:۱رص:۱۳۱ وغیرہ میں یہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج سے (یہ سن ۹ یا سن ۱۱ نبوت کا واقعہ ہے) سے واپس ہوا اور مشرکین کے سامنے اپنا یہ سارا قصہ بیان کیا کہ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، عالم بیداری میں ایک ہی رات کے اندر اپنے جسد عنصری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی خاص نوازش اور قدرت سے سیر کر آیا ہوں تو مشرکین نے کہا اچھا اگر آپ واقعی گئے ہیں تو ہمیں بتلایئے کہ بیت المقدس کی فلاں فلاں چیز کہاں اور کس موقع پر واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا (اور نہ میرے جانے کی یہ غرض ہی تھی) اس پر مشرکین نے پھبتی اُڑائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ میں سنیئے:

فکُرِبتُ کربۃً مثلہ قط (صحیح مسلم ج ۱رص:۹۴)

میں اتنا پریشان ہوا کہ ایسا پریشان کبھی بھی نہ ہوا تھا۔

دیکھئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہوتے اور عالم الغیب ہوتے تو اتنی پریشانی کی کیا ضرورت تھی، خصوصاً جب کہ بعض مخالفین کے نزدیک معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلی علم غیب عطا بھی ہو چکا تھا اور السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ......الخ کے الفاظ کا تحفہ بھی اُس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مل چکا تھا۔ (جس سے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا استدلال کرتے ہیں) اور سورۂ مزمّل وغیرہ میں شاہد کا لفظ بھی اس سے قبل ہی نازل ہو چکا تھا، جس کی بحث آرہی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

نالۂ دل

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

الحمدللہ حمدا کافیا والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ ...... اما بعد!

محترم قارئین کرام! وطن عزیز اس وقت انتہائی نامساعد حالات سے گزر رہا ہے، مصائب واحوال کی ایک لڑی ہے جو تسبیح کے ٹوٹے ہوئے دانوں کی مانند، اوپر تلے آرہے ہیں۔ کبھی آٹے کا بحران، کبھی چینی کا، کہیں سیلاب کی تباہ کاریاں، تو کہیں روزافزوں بڑھتا ہوا مہنگائی کا طوفان...... ایک غیر ملکی سازشوں کا جال ہے اور دوسری طرف وہ جو "پاکستانی" کہلا کر بھی دونوں ہاتھوں سے ملک کو تباہ کرنے اور لوٹنے میں مصروف ہیں، اس قوم کی حالت تو اس وقت ایسی ہے کہ

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
بدن سارا داغ داغ ہو گیا
میں مرہم کہاں کہاں رکھوں

قارئین کرام! آپ میں سے ہر ایک مہنگائی اور دیگر مصائب سے پہلے ہی پریشان ہے۔ یقیناً ان حالات میں کہ جب مسکراہٹ مشکل سے چہروں پر آتی ہو، ایک اور غم

اور دکھ کو بیان کرنا مناسب نہیں لگتا، مگر ہم کیا کریں؟ ضبط کرنے کو آنسو روکتے ہیں، مگر رُکتے نہیں، آہ مچلتی ہے، سینے سے نکلنے کو، دل پھٹتا ہے اگر اس کو بیان نہ کریں۔

اس ملک کو جہاں غیروں نے نقصان پہنچایا، وہاں اپنوں نے اس سے بڑھ کر خنجر گھونپا اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں ہمیشہ مسلمانوں کو اصل نقصان مسلمان ہی سے پہنچا۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کے رُوپ میں نمودار ہوئے، دوسروں کے ہاتھ بکے اور تاریخ کے اوراق میں اپنا نام غداروں کی فہرست میں درج کرا گئے۔

ہمارا آج کا نالہ بھی کچھ اس قسم کا ہے۔ ہندو تو اس ملک کا دشمن تھا ہی، یہود و نصاریٰ تو مسلمان کا حریف ہے ہی، افسوس تو اس پر ہے جو اپنے آپ کو ''مسلمان'' اور ''عاشق'' کہلا کر مسلمانوں اور سنیوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے ہیں۔

دو خبریں ملاحظہ فرمایئے: پہلی خبر اُمت اخبار کراچی کے حوالے سے ہے اور دوسری خبر اس شخص کی داستان ہوس کی ہے جس نے حج جیسے مقدس فریضے کو اپنی حرصِ مال کی دھن کی نظر کردیا۔ میری مراد ممتاز بریلوی عالم علامہ سعید کاظمی کے فرزند حامد سعید کاظمی سے ہے جن کو آج ہزارہا حاجی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر بددعائیں دے رہے ہیں۔ جن کی کرپشن کی داستانیں چہار عالم میں گردش کر رہی ہیں۔ اور آخر کار اسی کرپشن کی وجہ سے معزولی کا داغ ''سجا'' کر عدالتی کارروائیاں بھگت رہے ہیں۔

پہلی خبر:

قارئین کرام! آپ حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ پچھلے کچھ عرصے سے غیر ملکی عناصر اس تگ ودو میں ہیں کہ کسی طرح وطن عزیز میں فسادات کی آگ بھڑکائی جائے۔ چنانچہ ان فسادات کے لئے وقتاً فوقتاً خودکش حملوں کا غیر ملکی سلسلہ ہے جو ایک تسلسل سے جاری ہے۔ چنانچہ ملک بھر میں دیوبندی، بریلوی تنازعہ کھڑا کرنے کے لئے باقاعدہ سازش کے تحت، دونوں مسالک کے علمائے کرام کو نشانہ بنایا جارہا ہے، تو دوسری طرف مزارات پر خودکش حملوں کا

افسوسناک سلسلہ شروع کیا گیا تاکہ دیوبندی، بریلوی فسادات برپا کیے جاسکیں۔

مزارات پر افسوسناک حملے:

اس موقع پر ہم اس بات کی وضاحت انتہائی ضروری اور اہم سمجھتے ہیں کہ ہم اہلسنت والجماعت دیوبند، مزارات پر ہونے والے حملوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ان مزارات پر حملے کرنے والے اسلام کے دشمن ہیں، وطن کے غدار ہیں، انسان کہلانے کے مستحق نہیں، جو ایسی جگہوں پر حملے کر رہے ہیں، چاہے لاہور میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہو یا کراچی میں عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار یا پاکپتن میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار......ہم اس قسم کے تمام حملے جو دین کے نام پر کیے جارہے ہیں کہ آپس میں لڑائی اور فسادات ہوں، ہم اس قسم کے تمام حملوں کو قطعاً حرام سمجھتے ہیں۔ نیز ہم ان حملوں میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء سے اظہار افسوس کرتے ہیں۔

دُکھ بھرا پہلو:

مگر ان واقعات کا انتہائی افسوسناک اور دکھ بھرا پہلو وہ ہے جس کی طرف راقم نے اوپر کی سطور میں اشارہ کیا۔یعنی ان لوگوں کا گھناؤنا روپ جو انگریز کے ہاتھوں مین کھیل رہے ہیں۔مزارات پر حملوں کے بعد بلی تھیلے سے باہر آتی ہے،اور اپنے اصل روپ میں نظر آتی ہے۔ جی ہاں......! نام نہاد سنی تحریک کا اصل روپ پڑھیے اور سر دھنیے...... مزارات کے حوالے سے مال بٹورنے کے لئے نام نہاد اور خودساختہ سنی اتحاد کی منافقت کی کہانی خود ان کی زبانی......

> ”سنی اتحاد کونسل کو سیاسی پلیٹ فارم بنانے کے اعلان کے بعد کونسل میں اختلافات کھل کر سامنے آگئے ہیں۔اتوار کے روز کانفرنس ہال میں نماز کا وقفہ نہ کرنے اور امریکی سفیر سے ملاقاتوں کے معاملے پر اختلافات پیدا ہوگئے جب جماعت اہل سنت کے سربراہ مولانا سید

ریاض شاہ نے اپنی تقریر میں سنی اتحاد کی قیادت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا“......(روزنامہ ”اُمت“ کراچی، ۱۹/اکتوبر ۲۰۱۰ء)

قارئین کرام! مزارات پر حملے ایک غیر ملکی سازش تھی۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سازش کے تانے بانے کہاں تک جاتے ہیں اور کون انگریز کی نمک حلالی کرتے ہوئے فسادات کی راہ ہموار کر رہا ہے......؟

ملاحظہ فرمایئے ”اُمت“ اخبار کی خبر:

”اتحاد کے ایک اہم راہنما نے ”اُمت“ کو بتایا کہ سنی تنظیمات اس اتحاد میں مزارات کے تقدس کے حوالے سے شامل ہوئی تھیں۔ تا کہ ایک پریشر قائم کر کے حکومت کو مزارات کے تحفظ پر متوجہ کیا جاسکے، مگر ثروت اعجاز قادری اور صاحبزادہ فضل کریم کی طرف سے اسے دیوبندی بریلوی تنازع کی شکل دینے کے سبب پہلے بھی بعض اہم رہنما اتحاد کے سٹیج پر آنے سے انکار کر چکے ہیں جن میں نمایاں ترین نام مولانا مفتی منیب الرحمٰن کا ہے۔“

”اُمت“ اخبار نے جب مفتی منیب الرحمٰن سے رابطہ کیا تو انہوں نے اصل راز کھولا۔ ہم بعینہٖ وہی گفتگو نقل کرتے ہیں جو مفتی منیب الرحمٰن نے ”اُمت“ اخبار سے کی۔

مجھے ایک کانفرنس کے سلسلے میں امریکی حکومت کی طرف سے دعوت دی گئی تھی، مگر میں نے انکار کر دیا اور لوگ گئے تھے اس کا جواب وہی دے سکتے ہیں:

س: آپ امریکہ جانے سے کیوں گریزاں رہے؟

ج: امریکہ جانے میں مجھے کوئی گریز نہیں ہوا، میں جاتا ہوں، وہاں مسلمان ہیں، ان کی مساجد ہیں، وہ دعوت دیتے ہیں، ہم ان کی دعوت پر جاتے ہیں، مگر یہ کانفرنس کچھ ایسی تھی کہ میں نے اس میں جانے سے انکار کر دیا۔

س: امریکی حکومت کروا ہی رہی تھی اور خرچ بھی وہی اُٹھا رہی تھی؟

ج: ایسا ہی تھا، میں امریکی حکومت کے خرچ پر کوئی فائدہ حاصل نہیں کرنا چاہتا اور پھر اس کا فائدہ بھی نہیں تھا۔

س: باقی لوگ تو گئے پینٹا گون بھی گئے؟

ج: یہ آپ ان سے پوچھیں، میں کسی پر تبصرہ نہیں کرتا۔

قاری زوار بہادر سے جب ''اُمت'' اخبار نے رابطہ کیا تو انہوں نے ڈھول کا پول کھولتے ہوئے بتایا کہ فضل کریم فرقہ واریت پھیلا رہا ہے اور کہا:

''مزارات پر دھماکے کون کرواتا ہے؟ دیوبندی کرواتے ہیں؟ قطعاً نہیں! مزارات پر دھماکے اگر دیوبند کرواتے ہیں تو بازاروں میں کون کرتا ہے۔ یہ ساری بھارت اور اسرائیل اور امریکہ کی کہانی ہے.........اور یہ امریکی ایماء پر اس کے فنڈز سے دیوبند بریلوی لڑائی کروانا چاہتے ہیں۔''

اُمت اخبار نے سید ریاض حسین شاہ سے رابطہ کیا تو اس نے کہا:

''سنی اتحاد کونسل کے اسٹیج پر بڑے بڑے ایسے لوگ بیٹھے تھے جو امریکی سفیر سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور امریکہ کے خرچ پر پینٹا گون کا دورہ کرتے ہیں ان کی مغرب سے ہمدردیاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔''

قارئین کرام! موجودہ صورت حال میں یہ حقائق کو بیان کرنے والی رپورٹ بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ذہنی وابستگی کو کھلم کھلا بیان کر رہی ہے۔ یہ لوگ پاکستان کے کتنے مخلص ہیں؟ اس رپورٹ سے بخوبی آشکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

اعلیٰ حضرت بریلوی بمقابلہ مولوی نقی علی خان

مولانا محمد ابوایوب قادری مدظلہٗ

باسمه الكريم و صلى الله وسلم على رسوله النبى الامىّ وعلى آلهٖ واصحابه اجمعين اما بعد!

برادرانِ اہل السنّت والجماعت...... اعلیٰ حضرت خانصاحب بریلوی کی شخصیت وہ شخصیت ہے جو رضا خانی دین و مذہب کی موجد و بانی ہے۔ آپ نے کسی بھی ذی قدر شخصیت کو قابل اقتداء نہیں بنایا بلکہ مولانا عبدالحی لکھنوی سے لے کر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، ملا علی قاریؒ، مجدد الف ثانیؒ اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تک کے علماء سے اختلاف کیا ہے۔ اس بات کی تفصیل کے لئے آپ علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم جلد ۸ کا مطالعہ کریں صرف یہیں تک بس نہیں کی بلکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی اختلاف کیا ہے۔ اس وجہ سے آپ کو فرقہ رضا خانی کا بانی و موجد کہا جاتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ آپ نے اس فرقہ کی بنیاد رکھنے میں جو عقائد و نظریات تراشے وہ ان کے اپنے والد گرامی مولوی نقی علی خان صاحب سے بھی نہیں ملتے۔ اور اگر یہیں تک ہی بس ہو جاتی کہ ان کے عقائد و نظریات نہ مل سکیں تو بات اتنی بڑی نہ تھی بلکہ بات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ جن چیزوں کو خان صاحب غلط قرار دے رہے ہیں وہ ان کے والد میں پائی جاتی ہیں اور جن کو والد صاحب غلط کہہ رہے ہیں وہ بیٹے میں پائی جاتی ہیں۔

قارئین ذی وقار آپ ملاحظہ فرمائیں گے والد صاحب جس بات کو گستاخی سمجھتے ہیں وہ خانصاحب موصوف میں ایک نہیں کئی جگہ دیکھنے میں آتی ہے۔ بہر حال موصوف

فاضل بریلوی نے ایسے عقائد ونظریات سے اپنے مسلک کی بنیاد رکھی جوان کے والد گرامی کے مسلک میں غلط اور ناجائز ہیں:

1- مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ (جس کا ترجمہ تو ہے) خطاب کرتے ہیں اور اس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بے ہودگی سمجھتے ہیں، یہاں تک اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو ''تو'' کہے گا شرعاً بھی گستاخ و بے ادب اور تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا۔ (اصول الارشاد ص:228 قاعدہ نمبر 20)

آپ اب ملاحظہ فرمائیں کہ خانصاحب بریلوی نے کتنی جگہ نبی پاک علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کو ''تو'' کہہ کر خطاب کیا ہے۔ ملاحظہ ہو خان صاحب کا ترجمہ قرآن معروف بلند الایمان:

(1) البقرۃ نمبر 273 (2) یونس نمبر 106 (3) آل عمران نمبر 75 (4) السباء نمبر 51 (5) المائدہ نمبر 41 (6) انفال نمبر 50 (7) الروم نمبر 48 (8) الزمر نمبر 21 (9) القارعۃ نمبر 3 (10) انفطار نمبر 19 (11) المرسلات نمبر 14 (12) الدھر نمبر 19 (13) المنافقون نمبر 4 (14) الھمزہ نمبر 5 (15) القارعہ نمبر 10

ان پندرہ جگہوں پر اعلیٰ حضرت نے نبی پاک ﷺ کے لئے ''تو'' کا لفظ استعمال کیا ہے، لہٰذا ان کے والد گرامی کے اصولوں کی رُو سے گستاخی، بے ہودگی، بے ادبی، تعزیر کا مستحق وغیرہ جملوں کے لائق اعلیٰ حضرت بنتے ہیں۔

اب خان صاحب کے غلاموں میں سے کسی کی جرأت ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس گستاخ کو گستاخ کہہ کر اس پر لعنت بھیجے، یہ ہرگز ان سے نہیں ہو سکے گا۔ قیامت آسکتی ہے مگر خانصاحب کو جو گستاخ رسول ہیں کوئی سگِ رضا نہیں کہے گا کہ وہ گستاخ ہیں۔

(2) مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

اگر خدا کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا تو محض جاہل ہے (سرور القلوب ص:216) جب کہ اعلیٰ حضرت بریلوی لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے، یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:6/ص:132)

آپ ملاحظہ فرمایئے! نقی علی خان صاحب کے نزدیک خانصاحب جاہل ہیں اور بیٹے کے نزدیک باپ بہت بڑی گالی اللہ کو دے رہا ہے۔ واقعی دونوں اسی لائق ہیں۔ دونوں بڑی شخصیتیں ہیں بریلوی یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ دونوں جھوٹے ہیں، اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایک جھوٹا ہے اور دوسرا سچا ہے، اس لئے دونوں سچے ہیں پھر نتیجہ حاضر خدمت ہے۔ یہ نتیجہ بطور خاص کوکب نورانی کی پیش خدمت ہے۔

(3) مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا مان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے، ایمان رہے یا نہ رہے۔ (سرور القلوب ص:173)

یعنی مدار صاحب وغیرہ کے نام پر جانور ماننا ایمان کے ختم کرنے کا سبب ہے، جب کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے تو مزاروں پر عورتوں تک کا چڑھاوا چڑھانے کی بات تک لکھ دی ہے۔ خانصاحب نے اپنی خود ساختہ فقہ میں یہ مسئلہ ثابت فرمایا ہے کہ عورت کا چڑھاوا بھی مزار پر چڑھایا جاسکتا ہے۔ (ملفوظات مخلصاً)

اور ادھر والد صاحب مرغا وغیرہ کو صرف پیر کے لئے ماننا برا سمجھتے ہیں بلکہ کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اب فیصلہ آپ خود کرلیں۔

(4) مولوی نقی علی خانصاحب لکھتے ہیں:

پروردگار سب شئے کو محیط ہے کہ اول بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی ہے۔ (سرور القلوب ص:251)

جب کہ فاضل بریلوی اللہ تعالیٰ کو ہر شئے پر محیط ہونے کا انکار اس طرح کرتے ہیں:...... کسی زید نے عمرو کو جوتا مارا، تو عمرو کو بھی اس کا معبود محیط ہے، اس جوتے کے پڑتے وقت وہیں قائم رہے گا یا ہٹ جائے گا؟ اگر ہٹ گیا تو ہر شئے کو محیط نہ رہا۔ اگر قائم رہا تو

(جوتا) اسی (معبود) پر پڑا۔ (فتاویٰ رضویہ ج:6/ص:124 قدیم)

آپ خود فیصلہ کرلیں کہ نقی علی خانصاحب سچے ہیں یا رضا خان صاحب بریلوی؟

(5) مولوی نقی علی خان لکھتے ہیں:

اپنی عورت اور لڑکے کے کسی کا ہاتھ چومنا جائز نہیں۔ (سرور القلوب ص:146)

جب کہ فاضل بریلوی نے جائز قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:10/ص:103 قدیم)

(6) نقی علی خان صاحب نے الکلام الاوضح میں صاف لکھا ہے کہ روح کا علم نبی پاک ﷺ کو نہیں ہے۔ بلکہ جتنے دلائل علم ثابت کرنے والے دیتے ہیں، نقی علی خان صاحب ان کا ایک ہی جواب دیتے ہیں۔

مراد اس سے علم بالوجہ یا علم بوجہ ہے علم بالکنہ روح کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ (الکلام الاوضح ص:371)

یعنی نبی پاک ﷺ یا دیگر اولیاء کو جو روح کا علم ہے اس سے مراد علم بالوجہ یا علم بوجہ ہے۔ روح کی حقیقت کا علم نہیں۔

لیکن خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

حضور پرنور ﷺ کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔ (خالص الاعتقاد ص:62)

(7) لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ...... الخ ۔کا ترجمہ نقی علی خان صاحب نے کیا...... معاف کرے اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ۔ الکلام الاوضح ص:62

ووجدك ضالاً فهدى کا ترجمہ کرتے ہیں ''اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی''، یعنی جس راہ سے چلا چاہتے تھے اور وہ راہ نظر نہیں آتی تھی ہم نے اپنے فضل وکرم سے تم کو اس پر مطلع فرمایا پس یہاں راہ کا نہ پانا ضلالت سے بمعنی راہ گم کرنے کے ہیں۔ (الکلام الاوضح ص:67)

جب کہ خان صاحب بریلوی نے ترجمہ ان آیات کا اپنے والد کے خلاف کیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جب خانصاحب سے پوچھا گیا کہ مختلف تراجم میں کوئی ترجمہ درست بھی ہے تو خان صاحب نے جواب دیا کہ ''ترجمہ شیخ سعدی کے سوا آج تک اردو

فارسی جتنے ترجمے چھپے ہیں کوئی صحیح نہیں بلکہ ان باتوں پر مشتمل ہیں کہ بے علم بلکہ کم علم کو بھی گمراہ کر دیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج:10 ص:127 حصہ دوم) اب آپ اس وقت کے تراجم کو دیکھیں تو نقی علی خان کا ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ سے ملتا جلتا ہی نہیں بلکہ ویسا ہے، جب فاضل بریلوی نے ان کو غلط کہہ دیا تو صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف یہ غلط ہوئے بلکہ اپنے والد گرامی کے ترجمے بھی غلط ٹھہرے۔ یہ ہے رضاخانی فقہ کہ والد سے بھی مخالفت۔ اور صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ والد کے ترجمہ سے انسان گمراہ ہوسکتا ہے یہ صرف دو آیتیں ہم نے پیش کی ہیں ورنہ کئی آیات ہیں جن میں نقی علی خان صاحب نے ان آیات کا ترجمہ کر کے بقول خان صاحب کے انسانیت کو گمراہ کیا ہے۔

(8) مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

دل کو اس (خدا کی) طرف سے پھیرنا اور غیر کی طرف دیکھنا حقیقت نماز کو باطل کر دیتا ہے...... جو شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو اور بادشاہ کمال عنایت سے اسے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرمائے اور وہ عین اسی حالت میں کہ بادشاہ سے باتیں کرتا ہے اور حضرت بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہیں (اور وہ) ایک کناسس (خاکروب) کی طرف دیکھنے لگے۔ (الکلام الاوضح ص:345)

تکبیر تحریمہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اگر اس معنی کو نہیں جانتا تو جاہل ہے اور جو جانتا ہے اور اس کا دل خدا کے حضور میں دوسرے کی یا اپنی بڑائی اور بزرگی کی طرف مائل ہے، وہ چیز اس کے نزدیک خدا سے بزرگ و برتر ہے۔ درحقیقت معبود اس نامراد کا وہی ہے جس کی طرف متوجہ ہے۔ (الکلام الاوضح ص:349)

ایک جگہ غفلت سے نماز ادا کرنے پر ڈانٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو وحی ہوئی، اپنی قوم سے کہہ دے بدنوں کے ساتھ میرے پاس (نماز کی حالت میں) آتے ہو اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو اور دل مجھ سے غائب رکھتے ہو باطل ہے وہ جس کی طرف جاتے ہو۔ (جواہر البیان ص:41)

جب کہ اعلیٰ حضرت نے صراطِ مستقیم کی عبارت کو کفریہ قرار دیا ہے جس میں یہ

سمجھایا گیا ہے کہ نماز میں غیر اللہ کی طرف چاہے وہ نبی ہو یا ولی، اپنی توجہ قصداً نہیں لے جانی چاہئے کہ وہ صرف سمت بن جائے۔ تو اب آپ سوچئے کہ:

مولوی نقی علی خان صاحب نے نماز میں غیر اللہ کی طرف توجہ لے جانے پر، چاہے کسی کی بھی طرف نمازی توجہ لے جائے، چاہے وہ نبی ہے یا ولی، اتنا سخت رَدّ کیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

1- ایک جگہ جس کی طرف آدمی اپنی توجہ لے جائے اسے باطل کہا ہے۔

2- ایک جگہ توجہ غیر اللہ کی طرف لے جانے سے حقیقت نماز کو باطل قرار دیا ہے۔

3- جس کی طرف توجہ آدمی لے جائے اس کو کناس خاکروب اور نوکر سے تشبیہ دی ہے۔

4- وہ شخصیت یا چیز جس کی طرف توجہ آدمی لے جائے اس کو اللہ تعالیٰ سے برتر کہا ہے۔ معبود کہا ہے۔

5- توجہ لے جانے والے کو نامراد کہا ہے۔

اور یہ یاد رہے کہ بعض علاقوں میں نامراد کا لفظ گالی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تو نقی علی خان صاحب نماز میں غیر اللہ کی طرف توجہ لے جانے والے کو گالی دے رہے ہیں۔

اب اعلیٰ حضرت کا صراط مستقیم کی عبارت کو کفریہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خان صاحب کی عبارت مولوی نقی علی خان کے بھرپور فتوے کی زد میں آئی گی۔

تو خان صاحب کے نزدیک نقی علی خان کفر کے مرتکب ہوئے اور نقی علی خان صاحب کے نزدیک خان صاحب کی نماز کی حقیقت باطل ہے۔

اور خانصاحب نامراد ہیں۔

اس طرح کی کئی باتیں اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ ہم نے صرف نمونہ دکھانے کے لئے چند باتیں عرض کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھے راستے پر قائم و دائم رکھے۔ (آمین یارب العالمین)

جنہیں جرم عشق پر ناز تھا
شہید ناموس سنت کو خراج تحسین

دونوں جہاں تری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے

آج الفاظ نہ لکھنے کو ساتھ دے رہے ہیں اور نہ وہ قلم میرے پاس ہے جو اس شہید کی داستانِ لہو رقم کرے۔ میں کیسے سنت کے اس جاں نثار کی شہادت پر لکھوں کہ کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ ابھی تو حافظ شفیق رحمہ اللہ ہمارے پاس سے اُٹھ کر گیا تھا، ابھی تو میں انتظار کر رہا تھا کہ وہ ابھی آئے گا اور اپنے ہنستے مسکراتے چہرے سے کہے گا مفتی صاحب السلام علیکم......! اور میں پوچھوں گا...... "حافظ صاحب! کورس کا کیا بنا؟" مگر یہ کیسی خبر جو جگر تک کو چیر گئی۔

ابھی تو ہم اسے دلاسہ دے رہے تھے، اس کے چھوٹے بیٹے کے فوت ہونے پر، تو اس کی اہلیہ کے دل سے وہ غم ہلکا نہیں ہوا تھا اور پھر شوہر کی جدائی کا دُکھ اور روگ...... اے شفیق! کن ظالموں نے تجھے شہید کر ڈالا......؟

مجھے یاد ہے وہ منظر جب وہ پہلی بار میرے پاس آیا تھا، آنکھوں میں محبت ایسے بھری ہوئی تھی کہ لگتا تھا کہ ابھی ہاتھ ہی چوم لے بڑے ہی التجاء بھرے لہجے سے کہنے لگا:

"مفتی صاحب! کوئی سرپرستی نہیں کرتا۔ میں نے گلے لگاتے ہوئے کہا: لو! ہوگئی سرپرستی۔ آپ کام کرو، کام ......ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ اس کی تو جیسے باچھیں کِھل گئیں۔ کہنے لگا: "بس! مجھے

یہی چاہئے تھا“

پھر مجھے وہ منظر بھی یاد ہے کہ توحید و سنت کورس میں کتابیں تقسیم ہونے لگیں تو ہاتھ میں ایک کتاب اُٹھالایا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگا پڑھ کر دیکھئے۔

دیکھا تو خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ کتاب کا نام تھا: ”بدعت اور حقیقت“۔ اور نیچے مؤلف کے نام کے آگے ”حافظ شفیق“ لکھا ہوا تھا۔ میں نے مبارک باد دی۔

کہنے لگا گھر میں کچھ نہ تھا، کہ اس کو چھپوایا جائے، بیوی کی انگوٹھی تھی۔ اس کو بیچا ہے اور یہ چھاپی ہے۔ اللہ اکبر! اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں۔

اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے کیسی قربانی دی۔ اللہ اکبر کبیرا...... کہنے لگا یہ آپ طلبہ میں میری جانب سے مفت تقسیم کریں۔ کیا آدمی تھا......؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔

جب اہل بدعت نے اس کے مناظروں اور تحریروں سے پریشان ہو کر تھانے میں درخواست دی تو اس وقت وہ بہت زیادہ پریشان تھا۔ کہنے لگا کوئی میرا ساتھ نہیں دے رہا۔ میں نے حوصلہ دیا اور کہا کہ میں کل تمہارے ساتھ خود جاؤں گا پریشان مت ہو۔

انہی دنوں اس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی اور اس نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا حالِ غم بیان کیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ارشاد فرمایا ”ہم تمہارے ساتھ ہیں۔“ ......اور دو دن بعد ہی وہ ہمیں داغِ مفارقت دے کر چلا گیا۔

تیرے غم کو جان کی تلاش تھی تیرے جاں نثار چلے گئے
تری راہ میں کرتے تھے سر طلب، سر راہ گزار چلے گئے

اس عاجز نے خود اس کا جنازہ پڑھایا، جب قبر میں اُتارنے لگے تو یہ عاجز خود قبر میں اُترا اور اس کے جسم کو قبر میں اُتارا۔ باوجود اس کے، کہ وفات کو چوبیس گھنٹے سے زائد ہو چکے تھے، مگر اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، جیسے ابھی شہید کیا گیا ہو۔ میرے ہاتھ اس کو

قبر میں اُتارتے ہوئے اس شہید کے خون سے بھیگ گئے۔ اے شفیق! تو کامیاب ہوگیا۔ اپنی جان، ناموس رسالت کے تحفظ میں لٹا گیا۔

نہ جنونِ رُخِ وفا، رسن یہ دار کرو گے کیا
جنہیں جرم عشق پہ ناز تھے، وہ گناہگار چلے گئے

محسوس ہوتا ہے کہ حافظ شفیق رحمہ اللہ کی لاش مجھ سے کہہ رہی ہے:

بس اے خیال یار، نہیں تاب ضبط کی
بس اے فروغ برق تجلی کہ جل گئے
اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں
ہم اب حدود سود زیاں سے نکل گئے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ حافظ شفیق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے زیادہ سے زیادہ مسنون طریقے کے مطابق ایصال ثواب کرتے رہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

......ادارہ......

درخواست

قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کی بھیجی ہوئی رقم ادارہ کے پاس امانت ہے۔ چند اعذار کے باعث ڈاک کے نظام میں غلطی سے کئی احباب کو دوبارہ V.P چلی گئی۔ جس کے لئے ہم نہایت معذرت خواہ ہیں۔ ایسے تمام احباب جنہوں نے پیسے جمع کرائے اور ان کو اس کے مطابق شمارے نہیں ملے، یا کوئی اور شکایت ہو، ان سے گزارش ہے کہ درج ذیل نمبروں پر فون کر کے یا میسج بھیج کر شکایت نوٹ کرائیں یا ای میل کریں:

ای میل ایڈریس: rahesunnat.org@gmail.com
فرحان علی ...... 0308 - 5245021
...... 0301 - 3908336

﴿قسط پنجم﴾

مدد صرف اللہ ہی سے کیوں......؟

مناظر اہل السنۃ مولانا رب نواز حنفی، کراچی

شبیر:...... کیا قرآن کریم میں کہیں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پکارو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہاری مدد نہیں کرسکتا؟

حذیفہ:...... جی ہاں! قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا ہے مثلاً سورۃ جن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

ترجمہ:...... اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جا بجا غیرِ اللہ کو پکارنے سے منع کرتے ہوئے مختلف انداز میں سمجھایا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وّھم یخلقون (نحل: پارہ ۱٤)

ترجمہ:...... یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے اور وہ خود مخلوق ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

والذین تدعون من دون الله ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم لا یسمعو دعآء کم (پ:۲۲، فاطر/ع:۲)

ترجمہ:......اور تم اس (اللہ) کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اگر تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن اضل ممّن يّدعوا من دون اللّٰه من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم عن دعائهم غافلون۔ (پ:۲۶/احقاف/ع:۱)

ترجمہ:......اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں؟

بھائی شبیر! آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے علاوہ دوسروں کو پکارنے سے منع فرمایا؟ یہ تو میں نے چند آیات آپ کے سامنے پیش کیں ورنہ تو قرآن کریم میں اور بھی متعدد مقامات پر اس قسم کی آیات موجود ہیں۔

شبیر:...... حذیفہ آپ کی بیان کردہ آیات بالکل صحیح ہیں لیکن کیا ان آیات میں جو دون اللّٰه یا دونه کے الفاظ آئے ہیں جن کے معانی اللہ کے علاوہ یا اللہ کے سوا بنتے ہیں ان سے مراد تو بت ہیں کہ اللہ کے سوا بتوں کو نہ پکارو! کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ من دون الله یا من دونه جیسے الفاظ انبیاء اور اولیاء کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں؟

حذیفہ:...... بھائی شبیر! دون الله کا معنیٰ اللہ کے سوا کے ہیں اور اب کائنات میں کوئی بھی مخلوق ہے اس کا اطلاق اللہ کے سوا پر ہوگا چاہے وہ ذوی العقول ہو یا غیر ذوی العقول، میں نے جو آپ کے سامنے آیات پڑھیں ان میں اللہ تعالیٰ نے غیر سے مافوق الاسباب استعانت سے منع فرمایا ہے اور دون کا اطلاق قرآن کریم میں انبیاء، اولیاء اور مشائخ سب کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اتّخذوا أحبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسیح ابن مریم (سورۃ توبہ: پارہ: ۱۰/آیت: ۳۱)

ترجمہ:......ان (یہود ونصاریٰ) نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے علماء ومشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

اب آپ دیکھیں یہاں ''دون اللہ'' کا اطلاق کسی بت پر نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کے احبار، علماء ومشائخ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہو رہا ہے۔

ایک دوسری جگہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وإذقال اللہ یٰعیسی ابن مریم أانت قلت للنّاس اتّخذونی وامّی الٰھین من دون الله...... (مائدۃ: پارہ: ۷)

ترجمہ:......اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے بھی اور میری ماں کو بھی معبود بنا دو؟

اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم پر من دون اللہ کا اطلاق فرمایا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

افحسب الّذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء (کہف، پارہ: ۲۶/آخری رکوع)

ترجمہ:......اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی؟

اس آیت میں بھی دون اللہ کا اطلاق بتوں پر نہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انّ الّذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔

(سورۃ اعراف / پارہ: ۹، آیت: ۱۹۴)

ترجمہ:...... جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے۔

اس آیت کریمہ میں بھی دون اللّٰہ (اللہ کے سوا) کا اطلاق بندوں پر ہوا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایّان یبعثون۔ (سورۃ نحل / پارہ: ۱۴، آیت: ۲۰۔۲۱)

ترجمہ:...... اور جن کو (مشرکین) پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ قبروں سے کب اُٹھائے جائیں گے۔

بھائی شبیر! آپ خود سوچیں کہ اس آیت کریمہ میں کتنی وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو میرے سوا پکارا جاتا ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اپنی قبروں سے کب اُٹھیں گے؟ اب آپ مجھے بتائیں کہ قبروں سے بت اُٹھیں گے یا انسان؟ لہٰذا میری ان تمام بیان کردہ آیات میں من دون اللّٰہ (اللہ کے سوا) کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء پر ہوا ہے۔ لہٰذا وضاحت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی برگزیدہ بندے کو نہیں پکار سکتے۔ آپ مجھے بتائیں کہ عیسائی مشکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو، تو یہ دونوں مقدس ہستیاں کیا بت ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ دونوں نبی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہودی اور عیسائیوں کا اپنے اپنے نبیوں کو پکارنا کیا صحیح ہے؟

شبیر:...... نہیں۔

حذیفہ:......تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان نبیوں کو پکارنا تو صحیح نہیں، لیکن بزرگوں کو مافوق الاسباب پکارنا صحیح ہوگیا؟

خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی ذات پاک کو دون اللہ کا ایک فرد قرار دیا ہے، چنانچہ جب بعض حضرات نے آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

لا ینبغی ان یسجد لا حد من دون اللہ

ترجمہ:...... یہ بات جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کیا جائے۔

تو یہاں پر بھی دون اللہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر ہوا ہے۔

شبیر:......چلیں مجھے آپ کی یہ بات تو سمجھ میں آگئی کہ دون اللہ (اللہ کے سوا) سے مراد صرف بت نہیں بلکہ کائنات کا ہر فرد دون اللہ میں شامل ہے لیکن قرآن کریم کی ان آیات میں تدعو، یدعو کے الفاظ ذکر کئے گئے ہیں جن کے معنیٰ عبادت کے ہیں، یعنی اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرو! یہاں نفی عبادت کی ہے نہ کہ پکار کی، بھائی حذیفہ! کیا آپ یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ دعا یدعوا سے مراد پکارنا ہے؟

حذیفہ:...... بھائی شبیر! آپ اس بات کو سمجھیں کہ دعا یدعوا، تدعوا ان کے معانی پکارنے کے ہیں اور جہاں عبادت کا معنیٰ بنتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ تعبدون اور یعبدون کے الفاظ ذکر کرتے ہیں آپ ہی مجھے بتائیں کہ دعا کے کیا معنیٰ ہیں؟ ضرور اس کے معنیٰ پکار، درخواست اور التجاء کے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ قرآن کریم کی ان آیات پر ذرا غور کریں گے جہاں اللہ تعالیٰ نے یدعو اور تدعوا کے الفاظ ذکر کئے ہیں، وہاں اجاب، استجاب اور سماع وغیرہ کے صیغے ذکر کر کے یدعوا اور تدعوا کو پکار کے معنیٰ میں متعین کر دیا ہے۔

شبیر:...... کیا مطلب؟ میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔

حذیفہ:...... میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔آپ دیکھیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم

ترجمہ:...... اگر تم پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔

یعنی اللہ کے سوا جن کو تم پکارو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے۔اب آپ دیکھیں کہ اگر یہاں تدعوھم کا معنی عبادت لیں تو معنیٰ یہ بنے گا کہ اگر تم ان کی عبادت کرو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں دونوں معنیٰ میں ربط نہیں رہے گا کیونکہ سننے کا لفظ پکار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح ایک دوسری آیت کو اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو آپ کو یدعوا اور دعوا کے معنی صحیح طریقے سے سمجھ میں آجائیں گے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ومن اضلّ ممّن یدعوا من دون اللّٰہ من لا
یستجیب لہ الٰی یوم القیامۃ

ترجمہ:...... اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اس شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار نہ سن سکے گا؟

اب اگر اس آیت میں یدعوا کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اس شخص کی عبادت کرتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار نہ سن سکے؟

اب یہاں دونوں باتوں میں ربط نہیں رہے گا کیونکہ دوسرے جملے میں من لا یستجیب کے الفاظ ہیں یعنی کہ معبودان باطلہ جواب نہ دے سکیں، پکار نہ سن سکیں تو جواب دینا اور پکار سننا کے الفاظ تب صحیح ہو سکتے ہیں کہ جب یدعوا کے معنی پکار کے لیں، کیونکہ جواب دینا اور پکار سننے کے الفاظ تب صحیح ہو سکتے ہیں کہ جب فاعل پکارنے والا ہو۔

اذان کے ساتھ (مروجہ) صلوٰۃ وسلام کا شرعی حکم

تحریر: مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہٗ
تصدیق وتوثیق: صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی دامت برکاتہم

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کا اعلان

فلو كان كل بدعة يميتها الله على يدي وكل سنة يبعثها الله على يدي ببضعة لحمي حتى ياتي اخر ذلك على نفسي كان في الله يسيرا

ترجمہ:......اگر اللہ تعالیٰ ہر بدعت کو میرے ہاتھوں سے مردہ کردے اور ہر سنت کو میرے ہاتھوں پر زندہ کردے اور اس راہ میں میرے جسم کا ٹکڑا کام آئے یہاں تک کہ آخر میں میری جان کی نوبت آجائے تو اللہ کی راہ میں بہت ہی معمولی قربانی ہوگی۔ (طبقات ابن سعد)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذنین میں سے کسی مؤذن نے اذان کے ساتھ آج کل پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام پڑھا ہے یا نہیں؟ سائل (مولانا) امام الدین (صاحب) مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

الجواب باسم شارع الاحکام

حضرت سیدنا محمد ﷺ نے جو اذان صحابہ کرام ﷺ کو بتائی یا سکھائی وہ اللّٰہ اکبر سے شروع ہو کر لا الٰہ الا اللّٰہ پر مکمل ہو جاتی ہے جیسا کہ (مسلم شریف ص:65 تا 67، ابوداؤد ص 80/ج:1، ابن ماجہ ص:51، اعلاء السنن ص:94/ج:2، البدایہ والنہایۃ ص:232/ج:3 عربی وغیرھم) کتب احادیث میں موجود ہے، اس پر زائد کلمہ "الصلوٰۃ خیر من النوم" نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی اذان میں ارشاد فرمایا۔ (ابوداؤد ص:79/ج:1) اور ایک کلمہ "قد قامت الصلوٰۃ" اقامت میں سکھایا۔ (ابوداؤد ص:80/ج:1)

دور نبوت کے چار مؤذن:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں عام طور پر چار مؤذنوں نے اذانیں پڑھی ہیں۔ (1) سیدنا بلال ﷺ (2) سیدنا عبداللہ ابن مکتوم ﷺ (یہ دونوں مدینہ منورہ میں) (3) سیدنا ابو محذورہ ﷺ (مکہ مکرمہ میں) (4) سیدنا سعد قرظی (مسجد قبا میں) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف اور اس کی شرح میں موجود ہے "عن ابن عمر قال کان لرسول اللہ ﷺ مؤذنان بلال و ابن ام مکتوم الاعمی، قال العلامۃ النووی تحت ھذا الحدیث مؤذنان یعنی بالمدینۃ فی وقت واحد وقد کان ابو محذورۃ مؤذنا لرسول اللہ ﷺ وسعد القرظ اذن لرسول اللہ ﷺ بقباء مرات" (ج:1/ص:65)

انتباہ: ذخیرہ احادیث وفقہ و تاریخ میں کہیں بھی ثابت نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ نے یا آئمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) نے اذان کے شروع یا آخر میں الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھا یا ارشاد فرمایا ہو۔

مروجہ صلوٰۃ وسلام تاریخ کے آئینہ میں:

جب حاکم مصر مخذول نامی شیعہ قتل ہوا تو اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جب کہ مخذول

کی بہن (جو فاطمی شیعہ تھی) نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اذان کے بعد موجود حاکم (جو مخذول کا بیٹا ہے) پر سلام پڑھا کریں چنانچہ اس کا آغاز ربیع الثانی عشاء کی نماز پیر کی رات 781ھ کو مصر میں ہوا، ہر مؤذن اذان کے بعد یہ کہتا ''السلام علی الامام الطاھر'' پھر جمعہ کے دن بھی شروع کروادیا، چنانچہ دس سال تک سوائے مغرب کی اذان کے ہر نماز کی اذان کے بعد پڑھا جاتا رہا'' پھر سلطان ناصر الدین بن ایوب کا دور آیا تو اس نے الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ 791ھ میں شروع کروایا یہ مصر کے سارے شہروں اور دیہاتوں میں پڑھا جاتا رہا۔ وفی الدر المختار التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبع مائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین فی الکل الا المغرب ...... الخ (ص:362/ج:1) وفی کشف الغمه کان فی ایام الروافض بمصر شرعوا التسلیم علی الخلیفة ووزرائه بعدالاذان فلما تولی صلاح الدین بن ایوب فابطل هذا البدع وامر الموذنین بالصلوٰۃ والتسلیم علی رسول اللہ امربها اهل الامصار و القریٰ (ص:78/ج:1) وفی الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر مکی ...... احدث المؤذنون الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ عقب الاذان للفرائض الخمس ...... الا المغرب فانهم لا یفعلونه غالبا لضیق وقتها ...... وسبب ذلك ان الحاکم المخذول لما قتل أمرت اخته المؤذنین ان یقولوا فی ولده۔ السلام علی الامام الطاهر (ص:131/ج:1) وفی المدخل لابن حاج ...... ینبغی ان ینهاهم عما احدثوه من صفة الصلوٰۃ والتسلیم علی النبی ﷺ ...... واصل احداثه من قبل المشرق وتقدم الحدیث عنه علیه الصلوٰۃ والسلام بقوله الفتنة من هٰهنا واشار الی المشرق (ص:256/ج:2م بیروت)

موجودہ صلوٰۃ وسلام:

الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ کے الفاظ میں فقط دوحرفوں (ک، یا) کا اضافہ کر کے الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ بنالیا گیا یہ نام نہاد پاکستانی سنی افراد (جو درحقیقت بدعتی ہیں) نے دین میں اضافہ کا جرأت مندانہ اقدام کیا اوراذان کے اول وآخر میں پانچوں اوقات نماز میں شروع کر کے محبوب نبی ﷺ کی محبوب سنت) طریقۂ اذان) کا حلیہ ونقشہ عشق ومحبت کی صدا لگا کر بگاڑا (معاذ اللہ) بقول حالی

رہ گئی رسم اذاں روح بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالیؒ نہ رہی
یہ اُمت رسومات میں کھو گئی
افسوس! سنت بدعات میں کھو گئی

شرعی حیثیت:

اذان کے اول وآخر میں کوئی بھی کلمہ جو شروع میں صحابہ کرام وآئمہ مجتہدین سے ثابت نہیں خواہ وہ صلوٰۃ وسلام ہو یا کوئی اور کلمہ شرعاً بدعت ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں بدعت کی تعریف کی گئی ہے...... "بدعة لم ینقل عن الصحابة والتابعین" (کتاب الکراہیۃ ج:5/ص:317) وفی شرح المقاصد "ان البدعة المذمومة هو المحدث فی الدین من غیر این یکون فی عهد الصحابة والتابعین ولا دل علیه الدلیل الشرعی" یعنی جس بدعت کی مذمت شرع میں ثابت ہے وہ وہی بدعت ہے کہ دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جائے جو نہ صحابہ ؓ کے وقت میں تھی اور نہ تابعینؒ کے اور نہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم ہو۔ (ج:2/ص:271 فصل ثالث مبحث ثامن) البتہ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت (خطاب کے صیغہ سے) پڑھنا شرع سے ثابت ہے۔

هدایت: ......اس لئے جو حضرات یہ بدعت کررہے ہیں، ان پر اس بدعت اور دیگر تمام

بدعات سے توبہ کرنا واجب ہے، اگر بدعت سے توبہ نہ کی تو ظالموں میں شمار ہوگا۔ ''فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ...... پارہ سات'' اس لئے آئندہ سنت کے مطابق صحیح ادائیگی کے ساتھ بغیر کسی کلمہ کے اول و آخر میں ملائے پڑھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ سے اذان ثابت ہے ورنہ وہ بدعمل بدعتی ہوں گے اگر بغیر توبہ کے مرگئے تو قیامت کے دن فرشتے ان کے چہروں کو حوض کوثر سے پھیر دیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:...... ''یا عثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی و مات قبل ان یتوب صرفت الملائکة وجهه عن حوضی'' (تفسیر کبیر پارہ نمبر 8/ص:66) ''من بدل و مات قبل ان یتوب صرفت الملئکة وجهه عن حوضی'' (تفسیر قرطبی ص:168/ج:4 مصری) ایک حدیث میں ہے کہ بدعتی جہنم کے کتے ہیں، ''اصحاب البدع کلاب النار'' (کنز العمال ص:218 ج:1 فصل فی البدع) چونکہ بدعت کی وجہ سے دین کی صورت بدعتی نے مسخ کی اسی طرح بدعتی کا چہرہ جہنم میں کتے کی طرح مسخ ہوگا۔ (العیاذ باللہ) نیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایسی چیز کہ اس پر صاحب شریعت ﷺ نے ترغیب نہ فرمائی ہو اور نہ اس کا تعین کیا ہو، وہ کام فضول ہے اور نبی ﷺ کی سنت کے مخالف ہے اور مخالف سنت حرام ہے، اس لئے ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے کہ ہر چیز کہ برآں ترغیب صاحب شریعت وتعین نہ باشد فعل عبث است ومخالفت سنت حرام است ہرگز روا نہ باشد۔ (ص:98/ج:1)

حرفِ آخر:

علامہ شیخ احمد رومی نے اپنی کتاب مجالس الابرار میں فرمایا ہے کہ اذان کے اندر منارہ کے اوپر اس کی عادت کرلینا یعنی صلوٰۃ وسلام کی شرع سے ثابت نہیں اس لئے کہ اس کو نہ صحابہؓ اور نہ تابعینؒ میں سے کسی نے کیا اور نہ پیشوایانِ دین میں سے کسی اور نے کیا ہے اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ عبادات کو ان مقامات کے سوا جہاں شرع نے ان کو مقرر کیا ہے اور جس کو سلف کرتے چلے آئے ہیں کسی اور وقت یا جگہ میں مقرر کرے۔ دیکھو! قرآن مجید کی

تلاوت باوجودیکہ سب سے بہتر عبادت ہے لیکن مکلّف کو یہ جائز نہیں کہ رکوع، قومہ، سجود یا قعدہ میں پڑھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی تلاوت کا محل نہیں ہے (ص:352/مجلس 48 مترجم)۔ لہٰذا اس پُرفتن دور میں اپنے عقائد اہل السنّت والجماعت کے مطابق رکھیں اور اعمال میں شرک وبدعات سے خود بھی بچیں اور اولاد کو بھی بچائیں ورنہ آخرت میں کھلا خسارہ ہوگا اور عالمی رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

اذان کے جواب کا مسنون طریقہ:

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم مؤذن کی آواز سنو تو وہی کلمے کہو جو مؤذن کہے پھر مجھ پر صلوٰۃ پڑھو اور میرے لئے دعائے وسیلہ (اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدا ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا ن الذی وعدتہ۔ بخاری شریف ج:1/ص:86۔ اور انک لا تخلف المیعاد ، سنن بیہقی ص:410/ج:1 میں موجود ہے۔) پڑھو (مسلم شریف ص:66/ج:1) نیز صلوٰۃ سے مراد درود ابراہیمی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے دیکھئے ترمذی شریف ”عن کعب بن عجزۃ وکیف الصلوٰۃ علیك قال قولوا اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد...... الخ “(ص:64/ج:1 باب ماجاء فی صفۃ الصلوٰۃ علی النبی ﷺ) نیز اذان کی دعا میں والدرجۃ الرفیعۃ کے الفاظ ثابت نہیں۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی ص:370/ج:1) اور وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ کے الفاظ بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس لئے اضافہ سے پرہیز کریں۔ فقط واللہ الموفق والمعین

کتبہ العبد محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی

مورخہ 25 ربیع الاول سنہ 1423ھ

تصدیق وتوثیق

صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس صاحب ترمذی مدظلہم

الجواب بهذا التفصيل صحيح

مروجہ صلوٰۃ وسلام قبل اذان وبعدہ کے بدعت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ یہ بدعت سیئہ اور واجب الترک ہے، روضہ اقدس کے سامنے خطاب کے الفاظ میں سلام پڑھنا سنت سے ثابت ہے اور مستحب ہے کیونکہ وہاں براہِ راست آپ ﷺ کا سننا اور جواب دینا روایت حدیث سے ثابت ہے اس کے علاوہ خطاب کے الفاظ یارسول اللہ یا نبی سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا اگر اس عقیدہ سے ہو کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں تو یہ کھلا شرک ہے اور اگر اس عقیدہ سے خطاب ہو کہ آپ ﷺ مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو یہ آپ ﷺ کی ذات گرامی قدر پر بہتان وافتراء ہے اور اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو بھی چونکہ یہ الفاظ موہم شرک ہیں اس لئے اس طرح خطاب کرنا تب بھی منع اور ناجائز ہے، اس ناجائز عمل پر اصرار کرنا یہ دوسرا گناہ ہے اور فرض وواجب کی طرح اس کو ضروری سمجھنا تیسرا گناہ ہے اور اس میں شریک نہ ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو برا بھلا کہنا اور مطعون کرنا چوتھا گناہ ہے اور مساجد میں آواز بلند کر کے دوسرے مشغول حضرات کے شغل میں خلل انداز ہونا پانچواں گناہ ہے، جو عمل اتنے گناہوں کا سبب اور مجموعہ وہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ ترکِ سنت اور ایجاد بدعت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ سنت ختم ہو کر اس کی جگہ بدعت آجاتی ہے جو کئی مفاسد اور گناہوں کا مجموعہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق اور گناہوں نیز بدعات سے بچنے کی ہمت عطا فرمائیں۔ آمین

تفصیل کے لئے حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع قدس سرہ کی کتاب جواہر الفقہ ص: 212/ج:1 ملاحظہ کی جائے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

احقر سید عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

27 ربیع الاول 1423ھ

﴿آخری قسط﴾

اصلی حنفیت !

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

تعریف بدعت:

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ:...... جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے جو اس کا جز نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پاک میں فی امرنا ھٰذا سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص نئی چیز ایجاد کر کے اسے دین محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جزو قرار دے، یعنی آپ ﷺ کی ساری اُمت پر لازم سمجھے اور جو اس کی ایجاد کردہ رسم کو ادا نہ کرے اس پر طعن کرے اور اسے دین محمدی ﷺ سے خارج اور اس کا تارک سمجھے تو ایسا شخص رسول اللہ ﷺ کے دین کا بہی خواہ نہیں بلکہ دشمن ہے کیونکہ دین الٰہی کی جگہ پر اپنے خود ساختہ دین کو رواج دینا چاہتا ہے۔ اس کی ایجاد کردہ رسموں کی اشاعت سے رسول اللہ ﷺ کے جاری کردہ دین میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ ۔ ترجمہ:...... کسی قوم نے کبھی کوئی بدعت اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی مگر اتنی سنت اس سے اُٹھالی جاتی ہے۔ (انتہیٰ)

نذرِ مُعیّن:

ہاں ایک چیز نذر ہے جس کی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اجازت

ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ رضا الٰہی حاصل کرنے کے لئے کوئی شخص کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اگر چہ وہ عبادت شریعت میں لازم نہ ہوئی ہو۔ بشرطیکہ جنس عبادت مشروعہ میں سے ہو، ورنہ وہ نذر لازم نہ ہوگی۔ جس طرح فقہاء کا ارشاد ہے: ''لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ '' ترجمہ:...... گناہ کے کام کی نذر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ اس عبادت کو اپنی ذات تک محدود سمجھتا ہے۔ دوسرے کسی شخص کو اس عبادت کے کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا تو یہ بدعت نہیں ہے۔

ہمارے مخالف حنفی بھائیوں کی کسوٹی اسلام مجموعۂ بدعات ہے:

اسلامِ پنجاب کے ضروری ارکان کی فہرست میں جن سات مسائل کو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص ان مسائل کا قائل نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ وہابی ہے۔ اور وہابی کے ساتھ ہمارے بھائی مرتدین کا سلوک کرتے ہیں یعنی جو شخص ان ایجاد کردہ خود ساختہ مسائل (جو نہ رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ اسلام کا جزو ہیں اور نہ مذہب امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جزو ہیں) کا اقرار نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں سمجھتے اور نہ اس سے السلام علیکم کہنا جائز رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے لوگ مساجد میں امام بھی نہیں بنائے جاسکتے اور نہ وہ احناف کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر چہ وہ لوگ ارکانِ اسلام محمدی (توحید، رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کے قائل اور عامل ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے اس برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان خود ساختہ مسائل مذکورہ کو جزوِ اسلام محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرار دیتے ہیں۔

ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی برادرانہ درخواست:

میرے پیارے حنفی بھائیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یاد رکھو! دنیا چند روزہ ہے، آخر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو چل کر منہ دکھانا ہے۔ اشتعال میں نہ آؤ بلکہ ٹھنڈے دل سے ذرا غور کرو اور سوچو آیا جن چیزوں پر تم زور

دے رہے ہو اور جس بناء پر آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو، اور ایک دوسرے سے سلام و کلام ترک کر رہے ہو، کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہی دین سکھایا تھا اور یہی امانت تمہارے سپرد کر گئے تھے؟ بلکہ سنو ہمارے آقائے نامدار سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ تو فرما گئے ہیں:

''ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما
کتاب اللہ وسنۃ رسولہ'' (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ:...... ''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک ان کو ہاتھ میں رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوں گے (وہ دو چیزیں کون سی ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت۔''

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سوچو کہ کیا یہ مسائل کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے جزو ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب بھائیوں کو مع آپ کے حضرات علماء کرام کے اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

وعیدِ بدعت:

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہارا حوض (کوثر) پر پیش رَو ہوں۔ جو شخص میرے پاس آئے گا وہ پئے گا اور جو پئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا، البتہ بعض قومیں میرے وہاں آئیں گی جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گی، پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ آجائے گا (یعنی وہ مجھ تک پہنچ نہیں سکیں گے) پس میں کہوں گا بے شک وہ میرے ہیں، پھر کہا جائے گا تحقیق آپ نہیں جانتے اس چیز کو جو انہوں نے آپ ﷺ کے بعد ایجاد کی تھی پھر میں کہوں گا۔ جس شخص نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا تھا اسے ہٹا دو اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)۔

عبرت:

میرے حنفی بھائیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو دل کے کان کھول کر سنو اور اپنی موجودہ حالت کو دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو اور اپنے مذہبی علماء کرام سے بایں الفاظ پوچھ کر دیکھو کہ جن رسموں اور وظیفوں کے نہ ماننے والوں کو آپ وہابی اور بے ایمان کا لقب دیتے ہیں (جن کا مختصر ذکر اوپر گزرا ہے) کیا یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ نے خود کیں یا فرمائی تھیں یا بعد میں بنائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں بھی ہم لڑتے ہی مریں اور قیامت کے دن دربار محمدی ﷺ سے بھی دھکے نہ دے کر نکال دیئے جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

اسلام کا صحیح راستہ:

برادران اسلام! اسلام کا صحیح راستہ فقط وہی ہے جو سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سکھایا اور جس پر چل کر ان بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے دربار سے رضی اللّٰہ عنہم و رضوا عنہ۔ ترجمہ:...... اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے'' کا مبارک تمغۂ قرآن مجید میں پایا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرزِ عمل:

چونکہ یہ رسالہ عام فہم بنانا مقصود ہے اس لئے بجائے روایات کثیرہ کے جمع کرنے کے ان حضرات کے طرزِ عمل کا خلاصہ دیا جاتا ہے جس سے کسی سمجھ دار عالم کو اختلاف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

نمبر اول: قرآن مجید   نمبر دوم حدیث شریف

نمبر سوم: اجماعِ اُمت   نمبر چہارم: قیاس

علماء کی قسمیں:

بیچارے عام مسلمانوں کا اتنا ہی فرض ہے کہ وہ علماء کی خدمت میں آئیں اور ان سے دین الٰہی سیکھیں لیکن اے برادران اسلام! اگر چہ ہر ایک مولوی صاحب آپ کے سامنے یہی دعویٰ کریں گے کہ میں مسلکِ صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پورا متبع ہوں اصلیت یہ ہے کہ ان علماء کی دو قسمیں ہیں علماء ربانی، علماء سوء، لہٰذا علماء ربانیین کا اتباع کرو اور علماء سو کی صحبت سے بچو اور ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرو۔

عالم ربانی کا شیوہ:

عالم ربانی کا اولین فرض اعلائے کلمۃ اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آواز کانوں میں پہنچائے گا۔ کتاب اللہ کی شرح میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال پیش کرے گا جو مسئلہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نہ ملے اس کو اجماعِ اُمت سے حل کرے گا۔ اگر اجماع اُمت میں بھی نہ پایا جائے تو قیاس امام کی طرف رجوع کرے گا۔

عالم ربانی کی صحبت کا اثر:

عالم ربانی کی صحبت میں طبیعتوں پر اسی قسم کا اثر ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی پاک صحبت میں صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ہوا تھا۔ اگر چہ ویسا رنگ چڑھنا تو محال قطعی ہے لیکن عالم ربانی کی صحبت کا اثر ظل محمدی کا ادنیٰ نمونہ ہوگا۔

تشریح اثر:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سطوت وجبروت رگ وریشہ میں سرایت کر جائے اور یہ نقشہ آہستہ آہستہ ایسا پختہ ہو جائے کہ کسی وقت میں جلوت میں خلاف مرضی الٰہی نہ ہونے پائے۔

۲۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے اتباع کا شوق پیدا ہو اور روز بروز

بڑھتا جائے۔

۳۔ احکام الٰہی کی سابقہ مخالفت اور بے اعتنائی پر ندامت ہو۔ گذشتہ سے طلبِ عفو اور آئندہ کی پابندی کا عزم بالجزم ہو۔

۴۔ مندرجہ ذیل اوصاف میں انقلاب ہوجائے۔

بجائے اس کے	یہ صفت پیدا ہوجائے	بجائے اس کے	یہ صفت پیدا ہوجائے
زر پرستی	خدا پرستی	حسد، کینہ، بغض	خیر خواہی
خوف ماسوی اللہ	خوفِ الٰہی	انانیت	مساوات
مسلمانوں میں سابقہ عداوت	آپس کی محبت	مطلب پرستی	ایثار
جاہ طلبی	خدا طلبی	دوسروں کی عیب بینی	اپنی عیب بینی

علماءِ سوء (بُرے) کا شیوہ:

عالم ربانی کے جذبات و احساسات و خدمات کا برعکس کرلیا جائے تو علماء سوء (برے) کا نقشہ سامنے آجائے گا۔ مثلاً بجائے اشاعت کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بدعات کا زور ہوجائے۔ آپس میں پہلے مل بیٹھنے والے، مل کر نماز پڑھنے والے، ایک دوسرے سے السلام علیکم کہنے والے آپس میں لڑ پڑیں، متنفر ہوجائیں۔ سلام و کلام چھوڑ دیں۔

اللّٰھم الف بین قلوب المسلمین واصلح بالھم واحفظنا من شرور انفسنا واعدائنا و وفقنا لاتباع نبیك الكریم الھادی الیٰ الدین القویم و الصراط المستقیم آمین یا الٰه العالمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

مذہبی خودکشی!

جمع وترتیب: مولانا محمد عثمان غنی
متخصص فی علوم الحدیث، بجامعہ فاروقیہ، کراچی

چند علماء جو عوام الناس کو گمراہ کرنے اور مسلمانوں میں باہمی نفرت وعداوت کے بیج بونے کے لئے عام طور پر جن باتوں کا پروپیگنڈہ زور وشور سے کرتے رہتے ہیں اور جن کو مدار کفر وایمان بتاتے ہیں، ان میں عقیدہ علمِ غیب، رسول اللہ ﷺ کی بشریت کا مسئلہ، آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ، آپ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو سن کر درود شریف پڑھنے کی بجائے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کا اصرار اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نائب اکبر اور وزیر اعظم ماننے کا اعتقاد سرفہرست ہے۔ اور انہیں معتقدات کو بنیاد بنا کر یہ لوگ سُنّی حضرات کی تکفیر کرتے ہیں۔ آیئے! اب ذرا ان مسائل کا ایک اجمالی جائزہ انہیں کی مستند کتابوں کی روشنی میں لیا جائے تا کہ حقیقت حال روشن ہو جائے۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو!

عقیدہ علم غیب:

بریلویت کے سرخیل اور بانی جناب احمد رضا خان صاحب کا عقیدہ ان کے ''ملفوظات'' حصہ چہارم میں اس طرح مرقوم ہے:

’’سنو! آپ ﷺ اولین و آخرین کے سب علوم پر محیط ہیں، آپ ﷺ کے علوم کسی ایک حد پر منحصر نہیں اور ان کے وراء سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور انہیں دنیا والوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ سو انسان کے علوم، پوری دنیا کے علوم اور لوح و قلم کے علوم آنحضرت ﷺ کے سمندروں میں محض ایک قطرہ ہیں۔‘‘(۱)

حالانکہ اسی ملفوظ کے حصہ سوم میں ’’فاضل بریلوی‘‘ خان صاحب علم غیب کے بارے میں اپنا یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں:

’’علم جب مطلق بولا جائے، خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تشریح حاشیہ کشاف پر میں سید شریف نے کر دی ہے۔‘‘(۲)

احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی گجراتی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ

جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا۔ غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔‘‘(۳)

اسی کتاب ’’جاء الحق‘‘ میں وہ علم غیب کے بارے میں تین صفحات قبل یہ الفاظ لکھ چکے ہیں:

’’علم غیب سے مراد وہ علم ہے جو قدرت حقیقی کے ساتھ ہو یعنی وہ علم ذاتی جو لازم الوہیت ہے جس کے ساتھ قدرت حقیقی لازم ہے۔‘‘(۴)

بریلوی فکر کے پیروکار جناب پیر صاحب دیول شریف بھی اپنی کتاب ’’عقائد و لطیف حقائق‘‘ میں یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ:

(۱) ’’الملفوظ‘‘ مرتبہ جناب مصطفیٰ رضا خان بن احمد رضا خان بریلوی: ۳۶/۴۔ (۲) ’’الملفوظ‘‘ مرتبہ جناب مصطفیٰ رضا خان بن احمد رضا خان بریلوی: ۳۴/۳۔ (۳) ’’جاء الحق‘‘ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی: ص: ۹۷۔ (۴) ’’جاء الحق‘‘ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی ص: ۹۳

''حضور ﷺ پر جتنے افعال واحوال مرتب ہوئے وہ سارے کے سارے بالوحی مرتب ہوئے تھے۔''(۱)

گویا دوسرے الفاظ میں پیر صاحب دیول شریف نے اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے غیب کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں نہیں دے رکھی تھیں، کہ جب چاہیں غیب کی باتیں معلوم کرلیں بلکہ ضرورت کے وقت وحی خداوندی کے ذریعہ آپ کو غیب کی باتوں کی اطلاع دی جاتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے ''ماکان وما یکون'' کے علم ہونے کا دعویٰ کرنے والے جناب احمد رضا خان صاحب نے اپنی ایک اور کتاب ''خالص الاعتقاد'' میں رسول اللہ ﷺ کے لئے جس علم کے بارے میں اپنا اعتقاد لکھا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

''ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے بالذات جانیں اور عطاء الٰہی سے بھی بعض علوم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع''(۲)

ایسی صورت میں ان کا رسول اللہ ﷺ کے لئے ''ماکان ومایکون'' کے علم کا عقیدہ کس خانہ میں فِٹ کیا جائے گا......؟ بریلوی حضرات ذرا سنجیدگی سے سوچیں کہ ان کے اعلیٰ حضرت کیا کہہ رہے ہیں......؟

مسئلہ بشریت کے عقیدہ پر طائفہ بریلویہ کی بوکھلاہٹیں:

مفتی احمد یار خان اپنی کتاب ''جاء الحق'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''انما انا بشرٌ مثلکم وغیرہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں متشابہات ہیں، لہٰذا ان سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔''(۳)

دوسری جگہ مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:

''قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتلایا ہے کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے۔''(۴)

(۱) عقائد ولطیف حقائق: پیر صاحب دیول شریف: ص۲۳۔ (۲) خالص الاعتقاد: مفتی احمد یار خان گجراتی: ص۱۷۸ (۳) جاء الحق: مفتی احمد یار خان گجراتی ص:۱۷۸۔ (۴) جاء الحق: مفتی احمد یار خان گجراتی: ص۱۷۵

یہی مفتی احمد یار خان اپنی کتاب ''مراۃ المناجیع'' میں رسول اللہ ﷺ کے بشری وجود کو سانپ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

''عصائے موسیٰ سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر تھے۔''(۱)

بریلوی فکر کے ایک اور چوٹی کے مولوی محمد عمر اچھروی ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ:

''احناف کے نزدیک نبی کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے۔''(۲)

جناب احمد رضا خان بریلوی اپنے مجموعۂ کلام ''حدائق بخشش'' حصہ سوم میں لکھتے ہیں:

آ رہا ہے آدمی بن کر فرشتہ نور کا
پڑ گیا ہے طائر سدرہ کو چسکا نور کا (۳)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے اس شعر کے اندر خان صاحب نے صریح طور پر رسول اللہ ﷺ کو ''فرشتہ'' بتایا ہے، جو اُن کے خیال میں فرشتوں کا درجہ انسان سے اوپر ہرگز نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو چکے ہیں۔ خان صاحب نے شعوری طور پر حضور ﷺ کو اعلیٰ درجے سے نکال کر ایک چھوٹے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ کیا اسی کا نام ''عقیدتِ رسول ﷺ'' ہے.....؟ وائے ناکامی!!!

اب ذرا مسئلہ بشریت پر تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمائیے:

مولوی احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب ''دوام عیش'' میں رقمطراز ہیں:

''اجماع اہل سنت ہے کہ بشر میں انبیاء کرامؑ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔''(۴)

بریلوی مکتب فکر کے مولوی امجد علی مصنف ''بہار شریعت'' لکھتے ہیں:

''(عقیدہ) انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔''(۵)

---

(۱) مراۃ المناجیع: مفتی احمد یار خان گجراتی: ۲۴/۱ (۲) قیاس حنفیت، محمد عمر اچھروی: ص ۲۳۴۔
(۳) حدائق بخشش: ۱۸/۳۔ (۴) ''دوام عیش''، احمد رضا خان بریلوی: ص ۲۷
(۵) بہارِ شریعت: ج:۱ ص:۹

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ان کے خود اپنے عقیدے کے مطابق سارے ہی انبیاء کرام علیہم السلام بشر تھے تو پھر خاتم الانبیاء اور سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک بشریت سے ماوراء کیسے ہوسکتی ہے؟

مولوی نعیم الدین مراد آبادی ''کتاب العقائد'' میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔''(۱)

اس موقع پر ایک بات واضح رہے کہ بعد کے ایڈیشن میں ''نوری کتب خانہ بریلی'' نے اس عبارت میں لفظ بشر کی جگہ ''نور'' کردیا ہے تاکہ ان کے خودساختہ نام نہاد ''مسلک'' پر حرف نہ آئے۔ حالانکہ یہی نعیم الدین مراد آبادی اپنی ''تفسیر نعیمی'' میں سورۃ النحل کی آیت ﴿وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم﴾ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے، انہیں بتایا گیا کہ سنت الٰہی اسی طرح جاری ہے۔ ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔''(۲)

دوسری جگہ سورۃ المؤمن کی تشریح کرتے ہوئے یہی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

''یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تسلیم نہ کیا اور پتھروں کو خدا مان لیا۔''(۳)

سورۃ الحج کی تفسیر کرتے ہوئے نعیم الدین مراد آبادی رقمطراز ہیں:

---

(۱) ''کتاب العقائد'' ص:۴۔　(۲) ''تفسیر نعیمی'' ص: ۳۹۳۔　(۳) ''تفسیر نعیمی'' ص: ۴۹۷ (حاشیہ سورۃ مومن)۔

''یہ آیت ان کفار کے ردّ میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے؟'' (۱)

ماہنامہ ''المیزان'' بمبئی کے ''احمد رضا نمبر'' میں حضور ﷺ کی بشریت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

''بہت برے ہیں وہ لوگ جو حضور ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں، وہ ہمارے گروہ میں شامل نہیں ہیں۔ ہم اہل سنت نہ بشریت مصطفیٰ کے منکر اور نہ انہیں ایسا بشر کہنے کے قائل ہیں جو عجز و نادانی میں دوسروں کے برابر ہو۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود۔ جو ان کی بشریت کا منکر ہو وہ بھی اور جو انہیں اپنا جیسا کہے وہ بھی۔'' (۲)

رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے کے اس واضح اقرار اور ان کے ''اکابر'' کے اعترافات و شواہد کے بعد اصولی طور پر بریلویوں کا اس مسئلہ میں علمائے دیوبند کے ساتھ محاذ آرائی کا سر بہ فلک قلعہ ریت کے گھر کی طرح زمین بوس ہو جاتا ہے۔ مگر اس حقیقت کا علم ان کے ''چند'' خواص کے علاوہ کسی کو نہیں۔ تاہم یہ لوگ جاہل عوام میں اپنا اقتدار قائم رکھنے، اپنی روزی روٹی کے لئے انہیں گمراہ کرنے اور انہیں علمائے حق کے خلاف اپنی ڈھال بنائے رکھنے کی غرض سے آنحضرت ﷺ کی بشریت کا..... قرآن و حدیث کی تصریحات کے علی الرغم..... عوامی جلسوں میں کھلے طور پر انکار کرتے رہتے ہیں اور اسی طرح اپنے معتقد عوام کو دانستہ طور پر قرآن و احادیث کے اس کھلے انکار پر آمادہ کر کے انہیں اسلام کی صفوں سے باہر لا کھڑا کر دیتے ہیں۔

عقیدۂ ''حاضر و ناظر'':

مفتی احمد یار خان رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ اس طرح بیان کیا ہے:

---

(۱) ''تفسیر نعیمی'' ص: ۴۹۳۔ (۲) ''المیزان'' احمد رضا نمبر، ص: ۱۴۲۔

''اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف لاتے ہیں۔''(۱)

''تشریف لانے'' کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جنازہ میں آنے سے پہلے کے مراحل میں آنخضرت ﷺ اس جگہ موجود نہ تھے، بعد میں نماز جنازہ کے وقت تشریف لائے۔ مفتی صاحب کے یہ الفاظ ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔

اب ذرا ان مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی کی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کی کہاوت کے مصداق بن کر حاضر وناظر ہونے کے موضوع پر بڑی شاندار قلابازی کھائی ہے۔ اپنی کتاب ''مواعظ نعیمیہ'' حصہ دوم میں لکھتے ہیں:

''حاضر وناظر کے معنی نہ تو یہ ہیں کہ چند اجسام ہیں جن سے آپ چند مقام پر حاضر ہوں اور نہ یہ کہ جسم واحد تمام کو محیط ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کی نظر ایسی ہے کہ جیسے آفتاب ایک جگہ آسمان پر ہے، مگر مقابل زمین پر تجلی فرما رہا ہے۔''(۲)

اس تحریر کا صاف صاف مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ جس طرح آفتاب ہر جگہ موجود نہیں ٹھیک اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی بذات خود اپنے جسم اطہر کے ساتھ ہر جگہ موجود اور حاضر نہیں ہیں۔

اب ذرا بریلوی مسلک کے ''مولانا'' احمد سعید کاظمی کی گواہی اور حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے بارے میں ان کا واضح انکار بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اعتراف کرتے ہیں کہ:

''ہم جسمانیت اور بشریت کے ساتھ حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے قائل نہیں۔''(۳)

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

قارئین کرام! دیکھ لیجئے کیا طرفہ تماشا ہے کہ مولوی احمد رضا خان کے ایک ترجمان جسم پاک کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ بیان

(۱) ''جاء الحق'' ص:۱۵۵۔ (۲) ''مواعظ نعیمیہ'' ۵۶/۲۔ (۳) ''تسکین خواطر''، احمد سعید کاظمی ص:۱۲۵۔

کرتے ہیں اور پھر اسی کی نفی کر کے آپ کو جسم پاک سے صرف ''ناظر'' مانتے ہیں، حاضر نہیں۔ دوسری طرف انہیں مفتی صاحب کے ہم مشرب اور ہم خیال اور رضا خانیت کے اہم ستون احمد سعید کاظمی صاحب آپ ﷺ کی جسمانی حاضری کی کلی طور پر نفی کرتے دکھائی دیتے ہیں اور وہ جسم اطہر کے ساتھ آپ ﷺ کو کہیں ناظر بھی نہیں مانتے......!

بریلوی مکتب فکر کے مولوی محمد عمر اچھروی دعویٰ کرتے ہیں کہ:

اگر تم مومن ہو تو آپ ﷺ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔''(۱)

نیز یہ کہ:

''ہر اہل ایمان کے واسطے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا ایمان کی کسوٹی ہے۔''(۲)

اب ذرا مفتی احمد یار خان کی بھی سنئے!

حاضر و ناظر ہونا حضور ﷺ کی ہی صفت نہیں بلکہ اور بھی کئی بندے حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اپنی تفسیر نور العرفان میں وہ لکھتے ہیں کہ:

''حاضر و ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔''(۳)

ان کے ''اعلیٰ حضرت'' احمد رضا خان ''الملفوظ'' حصہ اول میں اس کے بالکل برعکس حضور ﷺ کے لئے حاضر و ناظر کی صفت خاصہ کے قائل نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''حاضر و ناظر آنحضرت ﷺ کی صفت خاص ہے۔ آپ ﷺ قطعی طور پر ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اس صفت میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں۔''(۴)

دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ احمد رضا خان بریلوی کے رُوحانی فرزند مفتی احمد یار خان نعیمی نہ صرف کہ حضور ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی تردید کرتے ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) ''مقیاس حنفیت'' ص: ۲۷۵۔ (۲) ''مقیاس حنفیت'' ص: ۲۷۷۔ (۳) ''نور العرفان'' ص: ۲۴۵۔ (۴) ''الملفوظ'' ۱/۴۸۔

کے بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے قائل نہیں......! وہ اپنا عقیدہ لکھتے ہیں:

''ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔''(۱)

نیز وہ یہ بھی لکھتے ہیں:

''خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔''(۲)

ان کے ہم مشرب سعید احمد کاظمی فتویٰ دیتے ہیں کہ:

''اللہ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔''(۳)

مگر حیرت اور دلچسپ بات یہ ہے کہ احمد سعید کاظمی کے استاذ اور بریلویت کے اہم ستون ''مولانا'' دیدار علی شاہ الوری اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کو نہ صرف یہ کہ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر مانتے ہیں بلکہ اپنے ''اعلیٰ حضرت'' کی تمام دعاوی کو ٹھکراتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے کے عقیدے کو شرک ہونا تسلیم کرتے ہیں......! ملاحظہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ:

''لفظ حاضر و ناظر'' سے اگر حضور و نظور بالذات مثل حضور باری تعالیٰ ہر وقت اور ہر لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط اور مفضی الی الشرک ہے۔''(۴)

قدرت خداوندی دیکھیے! انہیں کے شاگرد رشید احمد سعید کاظمی ان کے اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننے کے جرم میں ان پر برملا فتویٰ کفر داغ رہے ہیں۔

واللہ عزیزٌ ذوانتقام

(جاری ہے)

(۱) ''جاء الحق'' ص:۱۲۱۔　(۲) ''جاء الحق'' ص:۱۶۲۔　(۳) ''تسکین خواطر'' ص:۷۔

(۴) ''رسول الکلام'' ص:۱۰۵۔

بریلوی فتوے پر ایک نظر

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارہ میں جس کو زید نے موبائل کے ذریعے ایک میسج بکر کو بھیجا جس میں لکھا تھا کہ:

"اگر نبی علیہ السلام نور ہوں تو خاندان نبوت ختم، اگر نبی علیہ السلام علم غیب جانتے ہوں تو وحی ختم، اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہوں تو ہجرت ختم، اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہوں تو شفاعت ختم۔"

بکر نے اس میسج کے بارے میں جامعہ غوثیہ رضویہ سے فتویٰ لیا کہ زید فاسق، گمراہ اور بددین ہے۔ فتویٰ ساتھ منسلک ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ فتویٰ بابت زید درست ہے یا نہیں؟

والسلام

المستفتی

محمد عمران

الجواب باسم الملهم الصواب

زید کا بھیجا گیا میسج بالکل درست ہے نہ صرف درست ہے بلکہ صحیح اور عقیدہ اہل السنّت والجماعت کے عین مطابق ہے۔ ساتھ منسلکہ فتویٰ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مجیب اس میسج

کے الفاظ کو صحیح طرح سے سمجھ نہ سکے۔

مثلاً فتویٰ میں زید کے پہلے جملے کہ "اگر نبی علیہ السلام نور ہوں تو خاندان نبوت ختم" کے بارے میں مجیب لکھتے ہیں:

"استغفر اللہ! ثم استغفر اللہ! نبی علیہ السلام کی نورانیت تو قرآن میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین اس آیت کے تحت تفسیر طبری میں ہے:

یعنی بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی انار اللہ به الحق ......علامہ الشیخی فرماتے ہیں یعنی به محمد صلی اللہ علیه وسلم انما سماہ اللہ نورا لانه لمهتدی به کما اهتدی بالنور فی ظلام (تفسیر خازن)۔"

اور پھر نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"خالق کائنات نے خود اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو نور کہا ہے......تو درحقیقت زید ملعون پیارے آقا علیہ السلام کے خاندان پر تبرا کر رہا ہے۔"

قربان جایئے! ایسی سمجھ پر جس مجیب کو اپنے لکھے ہوئے حوالے کی خود سمجھ نہ آئے وہ بے چارہ دوسرے کو کیا سمجھائے گا؟

زید کے اس میسج کا مطلب یہ تھا کہ اگر نبی علیہ السلام اپنی ذات کے اعتبار سے نور ہوں تو جو ذاتاً نور ہوتا ہے جیسے فرشتے، ان میں نسل نہیں ہوتی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا نہ باپ ہے نہ کوئی بیٹا، کیونکہ وہ ذات کے اعتبار سے نور ہیں، یہی حال باقی فرشتوں کا ہے۔

تو زید کے جملے کا مطلب یہ تھا کہ اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کے اعتبار سے نور ہوں، بلکہ بریلوی مسلک کے عالم عمر اچھروی کے بقول، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ کے نور سے حاملہ ہوئی تھیں (نعوذ باللہ)، بحوالہ مقیاس النور، تو لازم آئے گا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا بھی خاندان نہ ہو جس طرح سے حضرت جبریل علیہ السلام کا خاندان

نہیں ہے کیونکہ نسل تو انسانوں میں ہوتی ہے، فرشتوں میں نہیں جو ذاتا نور ہوتے ہیں۔

اب مجیب کے حوالوں کو دیکھیے تو اس سے مجیب کی مزید جہالت آشکارا ہوتی ہے۔ اس سے پہلے سمجھئے کہ اصل اختلاف کیا ہے؟

اختلاف کیا ہے؟

ہم اہل السنّت والجماعت اور بریلوی مسلک کے درمیان مسئلہ نور و بشر میں اصل اختلاف یہ ہے کہ ہم بھی نور مانتے ہیں، نور وہ بھی مانتے ہیں، مگر ہم کہتے ہیں کہ نور کس حیثیت سے تھے؟ کیا ذات کے اعتبار سے جیسے فرشتے ہوتے ہیں یا صفات و روحانیت کے اعتبار سے؟ بریلوی مسلک کا دعویٰ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کے اعتبار سے نور ہیں (بحوالہ تنویر الابصار، مقیاس نور، نورانیت مصطفیٰ علیہ السلام)...... جب کہ ہم اہل السنّت والجماعت کا دعویٰ ہے کہ روحانیت وصفات کے اعتبار سے نور ہیں اور نور ہدایت ہیں، تو جھگڑا اس بات کا ہے کہ نور کس اعتبار سے ہیں؟ جھگڑا یہ نہیں کہ نور ہیں یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں اگر ذات کے اعتبار سے نور مراد ہو تو خاندان نبوت کا انکار لازم آئے گا جیسے اوپر وضاحت ہو چکی اور اگر صفات کے اعتبار سے نور مراد ہو تو اس سے عظمت وشان مصطفیٰ میں بلندی آئے گی۔

مجیب نے اس موضوع پر جتنے بھی حوالے نقل کیے ہیں ان میں سے بعض تو مطلق ہیں اور بعض سے ہمارے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے، مثلاً

فتویٰ میں پہلا حوالہ تفسیر طبری کا دیا کہ ”نور سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا۔“

اس حوالے سے بالکل واضح ہے کہ نورانیت مصطفیٰ ﷺ سے مراد صفت نور ہے یعنی آپ ﷺ نورِ ہدایت ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کو کفر کے اندھیروں سے اسلام کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اور یہی دعویٰ ہم اہل السنّت والجماعت کا ہے۔ آگے تفسیر بغوی، روح المعانی، زاد المسیر اور کبیر کے حوالے دیئے جو کہ مطلق ہیں اس سے بریلوی مسلک کا دعویٰ ثابت

نہیں ہوتا کیونکہ ان کے ذمے یہ ثابت کرنا ہے کہ ذات کے اعتبار سے نور ہیں۔ صرف نور ثابت کرنا تو یہاں مطلوب نہیں جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی کہ نور ماننے اور نہ ماننے کا جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا یہ ہے کہ کس اعتبار سے نور ہیں؟ جتنے بھی حوالے فریق مخالف نے پیش کئے، کوئی ایک حوالہ بھی ان کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتا، ہاں، ہمارا دعویٰ ضرور ثابت انہی کے فتوے سے ہوتا ہے۔

مثلاً پہلا حوالہ تفسیر خازن کا دیا جو صراحتاً ہمارے دعویٰ کو ثابت کرتا ہے، لکھا ہے کہ:

> ''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور اس لئے کہا ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے راہنمائی ملتی ہے۔ جس طرح روشنی کے ذریعے اندھیرے میں راہنمائی ملتی ہے۔''

یعنی آپ ﷺ کا نور ہونا باعتبار نورِ ہدایت کے ہے اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

نوٹ: ...... اس فتوے میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ جامعہ غوثیہ کے فتوے کے الفاظ سے ہی اس فتوے کا غلط ہونا ثابت کیا جائے ورنہ اس موضوع پر ہمارے دلائل قرآن و حدیث سے اَن گنت ہیں جن کے لئے اہل سنت کی کتب دیکھی جاسکتی ہیں۔ صرف بقدر ضرورت حوالہ دیا گیا ہے۔

آمدم برسرِ مطلب: ...... پھر آخر میں نتیجہ نکالنا کہ زید نے تبرا کیا انتہائی احمقانہ نتیجہ ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ اپنے فتاویٰ مہریہ میں رقمطراز ہیں:

> ''لفظ بشر مفہوماً و مصداقاً متضمن بہ کمال ہے...... بشر ہی کو کمال استجلاً کے لئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت اس کامل سے محروم ٹھہرے۔'' ...... (فتاویٰ مہریہ ص: ۴)

یاد رہے کہ ہم اہل السنّت والجماعت دیوبند نے کبھی بھی آقا ﷺ کو اپنا جیسا بشر نہ لکھا ہے نہ سمجھتے ہیں اور نہ کہتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ آقا ﷺ تو سید الانبیاء ہیں، ساری زمین کے ولی، ایک صحابی کی مثل نہیں بن سکتے چہ جائیکہ یہ تصور کیا جائے کہ ایک عام بندہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہے۔ (نعوذ باللہ)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سید البشر، خیر البشر اور سید الانبیاء ہیں۔ بعد از خدا بزرگ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات مبارکہ ہے۔ ساری دنیا میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے اس کے علاوہ جو کچھ بریلوی لوگ ہمارے بارے میں کہتے ہیں وہ محض بہتان ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے اور ثابت کرنا پڑے گا کہ ہمارے کس عالم نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے بشر ہیں اور نور نہیں۔ یہ ہمارا قطعاً عقیدہ نہیں کہ آقا ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں اور نور نہیں۔

۲۔ زید نے دوسرا جملہ کہا کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب ہوں تو وحی کا سلسلہ ختم۔"

یہ جملہ بھی بالکل درست ہے اور اصل میسج میں یہی جملہ لکھا ہوا ہے۔

اس مسئلے میں بھی ہم اہل السنّت والجماعت اور بریلوی مسلک کا جھگڑا یہ نہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا پتا تھا اور کیا نہیں۔ بلکہ اصل جھگڑا یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں سب سے زیادہ علم اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا **مگر اس علم کا نام کیا ہے؟ اصل جھگڑا یہ ہے۔** ہم کہتے ہیں کہ اس **علم** کا نام غیب کی خبریں، اظہار غیب یا اطلاع غیب ہے اور بریلوی مسلک کا دعویٰ ہے کہ اس **علم** کا نام علم غیب ہے۔

ان دونوں میں فرق کیا ہے، ملاحظہ ہو:

اگر چھپی ہوئی بات (غیب) کا پتا کسی واسطے سے ہو تو اسے انباء الغیب (غیب کی خبریں) یا اطلاع غیب یا اظہار غیب کہتے ہیں اور اگر بغیر کسی واسطے کے ہو تو اسے علم غیب کہتے ہیں، حوالے ملاحظہ ہوں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

لان مجموعهما يدل على تفرده بالعلم الذاتى التام الدال على واحدانية..... (جلد:۱ص:۵۶۴، مع شیخ زادہ)

الغيب المختص به تعالىٰ بمعنى المختص علمه سبحانه به

(روح المعانی جلد:۲۹)

مالم یقم علیه دلیل ولا اطلع علیه مخلوق (تفسیر مدارک جلد:۴،ص:۲۷)

وحقیقة ما غاب عن الحواس ممالا یوصل الیه الا بالخبر (تفسیر الاحکام القرآن، ابن عربی)

والمراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر وانما نعلم منه نحن ما اعلمناه اونصب لنا دلیلاً علیه ولهذا لایجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب (تفسیر کشاف جلد:۱/۱۲۸)

وبالحملة العلم بالغیب امر تفرد به الله تعالیٰ لا سبیل للعباد الیه الا باعلام منه تعالیٰ اوالهام بطریق المعجزة او الکرامه او ارشاد الی الاستدلال بالامارات (شرح عقائد،ص:۲۰۶ مع جامع التقاریر)

وحامله ان الله سبحانه و تعالیٰ متفرد یعلم الغیب (رسائل ابن عابدین جلد:۲/ص:۳۱۴)

نیز بریلوی مسلک کے امام احمد رضا خان صاحب بھی لکھتے ہیں:

علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تشریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے، یقیناً کافر ہے۔(ملفوظات ج:۳/ ص:۴۶)

خلاصہ کلام:

کہ علم غیب جب بھی بولا جائے گا تو اس سے وہ علم مراد ہوگا جو بغیر کسی واسطے کے حاصل ہو۔ جو علم وحی کے ذریعے حاصل ہو وہ علم غیب نہیں انباء الغیب ہے یا اطلاع غیب یا اظہار غیب۔ بریلوی مسلک کے لوگ جتنے بھی اس موضوع پر دلائل دیتے ہیں وہ ہمارے دعویٰ

کی تائید کرتے ہیں کیونکہ ان سب دلائل سے انباء الغیب (غیب کی خبریں) ثابت ہوتی ہیں جب کہ بریلوی حضرات کا دعویٰ علم غیب کا ہے ان کو چاہئے کہ کوئی ایک دلیل قرآن یا حدیث سے ثابت کردیں جس سے پتا چلے کہ آقا ﷺ کو علم غیب دیا گیا تھا۔ یہ دلیل دینے کی ضرورت نہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فلاں موقع پر فلاں بات کی خبر دی کیونکہ یہ خبر دینا میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بذریعہ وحی تھا جسے انباء الغیب یا اطلاع غیب یا اظہار غیب کہتے ہیں مگر علم غیب نہیں کہہ سکتے۔ باقی تفصیل کے لئے کتب مراجعت کرلی جائیں۔

جامعہ غوثیہ والوں سے درخواست ہے کہ اگر علم غیب کہنے کو منع کرنا ان کے نزدیک ایسی جسارت ہے جس پر ایسی سزا دینی چاہئے کہ آنے والی نسلیں بھی یاد کریں تو براہِ کرم ہمت کرکے یہ فتویٰ درج ذیل شخصیات پر بھی لگائیں جنہوں نے صراحتاً نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا ناجائز کہا ہے:

پیر مہر علی شاہ صاحب اعلاء کلمۃ اللہ میں لکھتے ہیں:

''غیب نام ہے اس چیز کا جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی و استدلالی سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ مختص ہے جو ان آیات میں مراد ہے پس اگر اس علم غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لئے یا کسی غیر کے اس قسم کے دعویٰ علم غیب کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مگر جو خبر پیغمبر ﷺ دیتے ہیں وہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا حق تعالیٰ اس کا علم ضروری نبی علیہ السلام کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی ﷺ کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ **علم غیب میں داخل نہیں۔**'' (اعلاء کلمۃ اللہ، ص: ۱۷۳)

''جو علم عطائی ہو وہ غیب نہیں کہا جاتا، غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔'' (جاء الحق، ص: ۸۶)

یہی ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ جو علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہو اسے علم غیب

نہیں کہتے بلکہ انباء الغیب، اطلاع غیب یا اظہار غیب کہتے ہیں۔ جامعہ غوثیہ والوں سے گذارش ہے ایک فتویٰ اپنے ان بزرگوں پر بھی لگاؤ۔

بریلوی مسلک کے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

مخلوق کی طرف مطلقاً علم غیب کی نسبت کرنا صحیح نہیں...... علم غیب جب مطلقاً بولا جائے تو اسے مراد ذاتی ہوتا ہے۔" (شرح مسلم ص:۱۱/ج:۵)

حزب الاحناف لاہور کے مہتمم مولوی محمود رضوی لکھتے ہیں:

"جس تفصیل سے ہم حضور سیدنا دوعالم ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں یہ ہمارا قول مختار ہے اور نہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات مذہب سے بلکہ باب فضائل سے ہے جو لوگ...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم ما کان و مایکون کا اثبات نہیں کرتے ہم ان کو کافر و گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہتے۔"

(بصیرت، حصہ اوّل ص:۲۶۶)

۳۔ فریق مخالف نے زید کے تیسرے جملے کہ "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر حاضر ناظر ہوں تو "ہجرت ختم" کے جواب میں تمام حوالے اپنے مسلک کی کتب سے دیئے ہیں۔ قرآن وحدیث سے اپنے مؤقف کی تائید میں کوئی دلیل نہیں دی۔ شاہد کا ترجمہ "حاضر و ناظر" کرنا ہی غلط ہے اور یہ دلیل کہ گواہی دیکھ کر دی جاتی ہے اس سے بھی غلط قرآن مجید میں اس اُمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ اُمت شاہد ہوگی۔ پچھلی اُمتوں پر اور احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے اگر شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہو اور گواہی صرف اس کی ہو جو موقع پر ہو تو کیا مجیب نے بھی پچھلی اُمتوں کو دیکھا ہے؟ اور کیا یہ اُمت بھی اُمتوں پر حاضر و ناظر ہے؟ یقیناً نہیں، یہ گواہی اُمت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر مبارک پر اعتماد کرتے ہوئے دے گی۔ جیسا کہ ہر مسلمان آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہوئے اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ کہتا ہے تو شہادت کے لئے اگر موقع پر موجود ہونا اور دیکھنا ضروری ہو تو اللہ تعالیٰ کو تو کسی نے نہیں دیکھا مگر یہ بن دیکھے گواہی ہی معتبر ہے۔

زید کا مطلب اس جملے سے یہ تھا کہ جو حاضر ہو ناظر ہوتا ہے وہ ہر جگہ موجود ہوتا

ہے جب کوئی ہر جگہ موجود ہو تو پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کا کیا مطلب؟

آتا وہ ہے جو پہلے وہاں موجود نہ ہو، اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ موجود ہیں تو پھر مدینہ منورہ تشریف لانے کا کیا مطلب؟ نیز پتا چل گیا کہ یہ جوان کی مسجدوں سے کہا جاتا ہے کہ ”سنا ہے کہ آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں۔“

تو پتا چلا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے وہاں نہیں تشریف فرما ہوتے تو جو کہیں ہو اور کہیں نہ ہو، کیا اسے ہر جگہ ہر وقت حاضر وناظر سمجھنا چاہئے؟ یقیناً نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام روضۂ اقدس میں حاضر (موجود) بھی ہیں اور روضۂ اقدس پر سلام کرنے والوں کو دیکھتے بھی ہیں (ناظر) مگر جھگڑا تو ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا ہے۔

نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حاضر وناظر کس اعتبار سے ہیں؟

۴۔　زید کا چوتھا جملہ کہ ”اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہوں تو شفاعت ختم“ اس جملے کے سمجھنے میں مجیب نے جس حماقت کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل دید ہے۔ لکھتے ہیں:

”اگر شفاعت ختم ہوگئی تو ہم گنہگاروں کا میدان حشر میں کون پرسان حال ہوگا؟“

کاش کہ مجیب عقل سے کام لیتے! زید کے جملے کا مطلب یہ تھا کہ جو مختار کل ہوتا ہے اس کے اختیار میں سب کچھ ہے جو چاہے دے جو چاہے نہ کرے اور شفاعت تو اللہ تعالیٰ سے سفارش ہے جو مختار کل ہو تو ان کو سفارش کرنے کی کیا ضرورت ......؟ چونکہ شفاعت برحق اور ثابت ہے پتا چلا کہ بریلویوں کا عقیدہ ”مختارِ کل“ غلط ہے۔

شفاعت کا انکار کون کر رہا ہے؟ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ عقیدۂ شفاعت کے برحق ہونے کی وجہ سے ہم پر یہ واضح ہوا کہ تمہارا عقیدہ مختار کل درست نہیں۔

حاصل کلام کہ زید کا لکھا ہوا میسج بالکل درست ہے اور زید کے اس میسج سے پتا چلا کہ زید اصل اور صحیح سنی ہے اور منسلکہ فتویٰ سراسر غلط ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

مفتی حماد احمد نقشبندی

(قسطِ اوّل)

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کا جائزہ!

تحریر: مولانا مفتی نجیب اللہ عمر

بریلوی مسلک کے بانی احمد رضا خان کے بارے میں جس غلو اور زیادتی کا مظاہرہ بعض لوگوں کی طرف سے کیا گیا ہے شاید ہی وہ کسی اور نے اپنے پیشوا کے بارے میں کیا ہو۔ اور اس غلو کا پتہ آپ یہاں سے بھی لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے مسلک کیلئے ہزار جتن کر چکا ہو لیکن اس نے فاضل بریلوی سے ذرا سا بھی اختلاف کر لیا تو رضا خانیت کے ٹھیکیدار اس کا جینا حرام کر دیتے ہیں اور واضح الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ

''جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے''

اور افسوس کا مقام ہے کہ بڑے سے بڑا محدث اور علامہ اگر احمد رضا کے درجات میں زیادتی اور غلو کا مظاہرہ کرے اور احمد رضا کا مقام تمام فقہاء، محدثین و مفسرین، صحابہؓ سے بڑھا کر حتیٰ کہ میرے اور آپ کے آقا دو جہاں کے سردار رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (نعوذ باللہ) بڑھا دے، تو ایسا محدث فوراً محدث اعظم (بڑے محدث) کے لقب سے یاد کیا جانے لگتا ہے۔

دیکھئے ایک نام نہاد محدث اعظم کیا کہتا ہے؟

علماء دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدیوں سے چلے آ رہے ہیں، مگر لغزش قلم اور سبقت لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں (کچھ آگے لکھتے ہیں) اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے، خدا نے اسے ناممکن فرما دیا۔ (المیزان احمد رضا نمبر ص: ۲۴۸)

اس تحریر میں ایک نام نہاد محدث اعظم نے جو نظریہ اور عقیدہ بیان کیا ہے اور احمد

رضا کے بارے میں جس غلو کا اظہار کیا ہے وہ کسی منصف کی نظر میں مناسب نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی مولوی زبیر اپنے بعض مسلکی حضرات کے عقیدے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بعض اعلیٰ حضرت کے عقیدتمند ایسے بھی ہیں جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت بریلوی کو حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ (مغفرت ذنب ص:٤٨)

قارئین! آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے عقیدے میں احمد رضا کا زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے خدا نے اسے ناممکن فرمادیا......الخ

گویا احمد رضا خان غلطیوں سے بالکل معصوم ہیں ان سے غلطی کا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن ہم آپ کو احمد رضا خان کی صرف ایک کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' سے دکھاتے ہیں کہ احمد رضا دیدہ ودانستہ اور نادانستہ طور پر کتنی فاش غلطیاں کیا کرتے تھے؟

ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدلنے کی عادت

١۔ عَلَيۡهِمۡ کو لَهُمۡ سے بدل دیا

احمد رضا خان نے قرآن مجید کی آیت اس طرح نقل کی ہے:

''کلّا سیکفرون بعبادتھم ویکونون لھم ضِدًّا''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول/ص:٣٦، نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ یوں ہیں:

''کلّا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضِدًّا''

(مریم:٨٢/ پارہ١٦)

اس آیت مین خان صاحب بریلوی نے آیت میں ''عَلَيۡهِمۡ'' کی جگہ ''لَهُمۡ'' لکھ دیا ہے جو واضح غلطی ہے۔

٢۔ آیت میں تبدیلی کا ایک اور انداز

احمد رضا خان نے آیت کریمہ یوں ذکر کی:

''اَفَنَجۡعَلُ الۡمُتَّقِيۡنَ كَالۡفُجَّارِ'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص:١٨٥، حصہ

دوئم، نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ اصل آیت اس طرح ہے:

''اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ '' (الآیۃ) پ:۲۳، صٓ:۲۸

اس آیت میں احمد رضا خان نے لفظ اَمْ کو صرف حرف استفہام ''أ'' اور حرف عاطفہ ''ف'' سے بدل کر اپنی عادت تحریفی کا اظہار کیا ہے۔

۳۔ ضمیر جمع کو واحد سے بدل دیا

احمد رضا خان نے قرآن مجید کی آیت اس طرح پڑھی:

''وَمَنْ يتولهٗ منكم فانهٗ منهم (ملفوظات ص:۱۸۸، حصہ دوئم، نوری کتب خانہ لاہور)

حالانکہ آیت شریفہ اصل میں یوں ہے:

''ومن يتولهم منكم فانهٗ منهم '' (الآیۃ) پ:۶، المائدۃ:۵۱

اس آیت میں احمد رضا نے ھُم جمع ضمیر کے بجائے ''ہ'' ضمیر واحد پڑھ دی جو احمد رضا کے ذوق تحریف کی واضح مثال ہے۔

۴۔ ''كُنْتُمْ'' کو ''أَنْتُمْ'' سے تبدیل کردیا

احمد رضا خان بریلوی نے آیت یوں درج کی:

''قل أبالله وآيٰته ورسوله أنتم تستهزؤن '' (ملفوظات، ص:۲۰۱، حصہ دوئم، نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ قرآن کریم میں آیت کریمہ اس طرح ہے:

''قل أبالله وآيٰته ورسوله كنتم تستهزؤن'' (الآیۃ) پ:۱۰، التوبۃ:۶۵)

ترجمۂ احمد رضا:......تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔...... (ملفوظات ص:۲۰۱، حصہ دوئم نوری کتب خانہ، لاہور)

اس آیت کریمہ میں احمد رضا نے لفظ ''كُنْتُمْ'' کو ''أنتم'' سے بدل دیا۔

۵۔ **''لَمَّا'' کو ''لِمَا'' کردیا**

فاضل بریلوی نے آیت شریفہ یوں لکھی ہے:

''وإن كلٌّ ذالك لِمَا متَاعُ الحيٰوة الدنيا ''(ملفوظات، ص:۳۳۱، حصہ چہارم نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ اصل آیت کریمہ میں یوں ہے:

''وَإِنْ كُلُّ ذَالِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'' (الآیۃ)

اس آیت کو احمد رضا نے لَمَّا (لام مفتوح، میم مشدد) کو لِمَا لام مکسور و میم مفتوح سے بدل دیا جو احمد رضا کے سوءِ حافظہ اور تحریف کی آئینہ دار ہے۔

۶۔ **بِمُخْرَجِيْنَ کو بِخَارِجِيْنَ سے بدل دیا**

ایک مقام پر احمد رضا بریلوی نے آیت اس طرح لکھی ہے:

''وماهم منها بِخَارِجين ''(ترجمہ احمد رضا) اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکلیں گے۔ (ملفوظات، ص:۳۴۹ حصہ چہارم، نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ اصل آیت میں آیت شریفہ یوں ہے:

''وماهم منها بمخرجين'' (پ:۱۴، الحجر:۴۸)

اس آیت میں مخرجین (ثلاثی مزید کے صیغہ اسم مفعول) کو خارجین ثلاثی مجرد کے صیغہ اسم فاعل سے تبدیل کر کے اپنے محرف ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

۷۔ **إِنَّا کو أَنَا سے بدل دیا**

احمد رضا خان بریلوی نے قرآن مجید کی آیدت یوں لکھی:

''أنَا بُراء منكم ومما تعبدون من دون الله''

(ترجمہ احمد رضا)......ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر وانکار رکھتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اوّل، ص:۳۶، نوری کتب خانہ، لاہور)

حالانکہ قرآن پاک میں ہے:

''إِنَّا بُراء منكم ومما تعبدون من دون الله'' (پ:۲۸، الممتحنہ:۴)

یہاں احمد رضا خان نے إنّ حروف تحقیق چھوڑ دیا اور أنا ضمیر واحد متکلم کا اضافہ کر دیا۔ اور ترجمہ بھی متکلم کا کیا ہے۔ إنَّ کا ترجمہ چھوڑ دیا۔

۸۔ فَ کو إلَّا سے بدل دیا

خان صاحب بریلوی نے قرآنی آیت اس طرح درج فرمائی ہے:

إلَّا مَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ (ملفوظات، ص:۵۲، حصہ اوّل، نوری کتب خانہ، لاہور)

جب کہ قرآنِ حکیم میں یہی آیت اس طرح ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ (پ:۶/ المائدۃ:۳)

۹۔ لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ کو لِقَوْمٍ سے بدل دیا

ایک سائل نے بریلوی رضا خانی مذہب کے پیشوا کے سوال میں آیت اس طرح پڑھی:

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْ أَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لقوم یُؤْمِنُوْنَ O (ملفوظات، ص:۲۲۸، حصہ سوم، نوری کتب خانہ، لاہور اشاعت: ۲۰۰۰ء)

دراصل یہ آیت کریمہ اس طرح ہے:

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْ أَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لعلهم بلقاء ربهم یُؤْمِنُوْنَ O (پ:۸/ الانعام:۱۵۴)

لیکن خان صاحب نے سائل کی اس اایت کریمہ کو غلط پڑھنے پر نہ ہی ان کی کوئی اصلاح کی ہے اور نہ ہی کوئی نوٹس لیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا صرف اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب حافظہ کمزور ہو۔

......جاری ہے......

اھم اعلان

درج ذیل کتب اور سی ڈیز دستیاب ہیں:

اھم کتابیں

قیمت	نام کتاب
120/-	ا۔ رضا خانیوں کی کفر سازیاں
40/-	۲۔ فاضل بریلوی کے کردار و نظریات کا جائزہ
90/-	۳۔ اعلیٰ حضرت کی خطرناک غلطیاں
60/-	۴۔ انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

نوٹ:...... ’’عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ‘‘ کی پہلی جلد عنقریب چھپ کر آرہی ہے۔

پانچ اھم سی ڈیز

قیمت	تعداد	نام سی ڈی
60/-	2	ا۔ کوکب نورانی کا تعاقب
60/-	2	۲۔ سعید اسد کی دو شکستیں
60/-	2	۳۔ دست و گریبان
60/-	2	۴۔ تلمیذ حنیف قریشی کا آپریشن
30/-	1	۵۔ مفتی ذوالفقار کا آپریشن

برائے رابطہ:...... فرحان علی: 0301 - 3908336

0308 - 5245021

اہم خوشخبری!

میثم رضا خانی اور اس کی انگلی پکڑ کر چلنے والے دیگر رضا خانیوں کے اعتراضات کے جوابات

بنام

’’سیف حق‘‘

منظر عام پر آگئے ہیں

آئندہ میثم اور اس کی جھوٹی پارٹی کے کسی اعتراض کا جواب ’’راہ سنت‘‘ میں نہیں دیا جائے گا بلکہ صرف ’’سیف حق‘‘ میں شائع ہوں گے۔

اہل شرک و بدعت کے لئے ایک اور کمر توڑ دینے والا مجلہ

’’سیف حق‘‘

جو حضرت منگوانا چاہیں وہ درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔ (نمبرز بند ہونے کی صورت میں میسج کر دیا جائے)

مفتی نجیب اللہ عمر: 0333 - 4725175

سفیان معاویہ: 0308 - 5245021

انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے: www.saifehaq.tk

یوٹیوب پر دیکھنے کے لئے: youtube.com/saifehaq

ای میل ایڈریس: www.rahesunnat.org@gmail.com

سیف حق

بجواب

کلمہ حق

منظر عام پر آچکا ہے